بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۴۶

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۱-۲

شرح چندہ
سالانہ 100 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516
POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

۲۱/۲۸ شعبان ۱۴۱۷ ہجری ۲/۹ صلح ۱۳۷۶ ہش ۲/۹ جنوری ۱۹۹۷ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۴ جنوری - (ایم-ٹی-اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیریت ہیں۔ حضور انور نے گزشتہ روز مسجد فضل میں خطبہ جمعہ میں احبابِ جماعت کو نئے سال کی مبارکباد دیتے ہوئے پچھلے سال سے عبادات اور اعلیٰ اخلاق میں قدم بڑھانے کی طرف توجہ دلائی۔

احبابِ جماعت حضور انور کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور کی تائید و نصرت فرمائے اور حامی و ناصر ہو۔ آمین ؂

وقفِ جدید کے نئے سال کا بابرکت اعلان

ہندوستان کی جماعتوں کو مخاطب کرکے کہتا ہوں کہ وقفِ جدید کے کام کو منظم کریں

وقفِ جدید کے نظام کو باہر کی جماعتوں سے جو مدد مِل رہی ہے اُس سے جلد مُبرّا ہو جائیں

مشرقی یورپ کی بڑھتی ہوئی تبلیغی ضرورتوں کیلئے ۱۵ لاکھ ڈالر کی خصوصی تحریک

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۶ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۷ دسمبر ۹۶ء بروز جمعۃ المبارک جلسہ سالانہ قادیان ۹۶ء کے دوسرے روز وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔ حضور نے سورۃ الحدید کی آیات ۱۹-۲۰ کی تلاوت فرمائی اور پھر بتایا کہ وقفِ جدید کی تحریک کا آغاز تو ۱۹۵۸ء سے یا ۵۷ء کے آخر سے ہے۔ اور اِس پہلو سے ایک لمبے زمانے سے یہ تحریک چلی آرہی ہے۔ مگر بیرونِ پاکستان چندوں کے لحاظ سے اس کو ممتد کرنے کا فیصلہ چند سال پہلے ہوا۔ جب مَیں نے یہ تحریک کی تو اُس وقت میرے ذہن میں یہ نہیں تھا کہ اتنی بڑی ضرورتیں پیدا ہونے والی ہیں۔ لیکن آج کی بڑھتی ہوئی تبلیغی ضرورتوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بیرونِ پاکستان وقفِ جدید کے چندوں کو پھیلانا یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دِل میں ڈالی گئی ایک تحریک تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بہت ہی اعلیٰ پھل ہمیں دکھائے ہیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات کی تشریح بیان فرمائی۔ اور پھر گزشتہ سال جماعتِ احمدیہ عالمگیر کی وقفِ جدید کے ضمن میں کی جانے والی قربانیوں پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا وقفِ جدید کا یہ اکتالیسواں (۴۱) سال ہے، اور یکم جنوری ۱۹۹۷ء سے ہم بیالیس (۴۲) ویں سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا دُنیا کے ۵۶ ممالک کی وقفِ جدید کی رپورٹیں ملی ہیں۔ حضور نے فرمایا وقفِ جدید بیرون کا چندہ ہندوستان اور افریقہ پر خرچ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ پاکستان بھی اپنے چندوں کی بچت کو بیرونی ممالک پر خرچ کرتا ہے۔

حضور نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ میں جو مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کے ذریعہ تمام دُنیا میں ٹیلی کاسٹ ہوا، فرمایا بیرون کا چندہ پاکستان۔ ہندوستان اور بنگلہ دیش کے چندوں سے بہت بڑھ چکا ہے۔ اور ایسا اس وقت ہوا ہے جبکہ ان چندوں کی ضرورت بھی بڑھ گئی ہے۔ (باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

قادیان دارالامان میں ۱۰۵ ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

★ ۲۰ ممالک کے ہزاروں پروانوں کی شرکت ★ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے افتتاحی و اختتامی خطابات ★ وقفِ جدید کے سالِ نو کا اعلان ★ تین وزراءِ مملکت اور آئی۔جی پنجاب کی شمولیت ★ کثیر تعداد میں نومبائعین کی حاضری کے ایمان افروز نظارے ★ آکاش وانی، دُوردرشن زی ٹی وی اور ۱۴ ملکی اخبارات کے نمائندوں کی رپورٹنگ

رپورٹ:۔ سُلطان احمد ظفر مبلغِ سلسلہ احمدیہ حیدرآباد

الحمد للّٰہ ثُمّ الحمد للّٰہ کہ سرزمینِ قادیان میں جماعتِ احمدیہ عالمگیر کا ۱۰۵ واں جلسہ سالانہ دُعاؤں اور ذکرِ الٰہی کے ماحول میں ۲۶ دسمبر کو شروع ہو کر بفضلہ تعالیٰ ۲۸ دسمبر کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے اختتامی خطاب اور دُعا کے بعد ختم ہُوا۔ ہندوستان کے طول وعرض سے اور دُنیا بھر کے بیس (۲۰) ممالک کے آٹھ ہزار افراد نے شرکت کی۔ ممالک کے نام درج ذیل ہیں:۔

سعودی عرب۔ پاکستان۔ بنگلہ دیش۔ نیپال۔ سری لنکا۔ بھوٹان۔ انگلینڈ۔ جرمنی۔ کینیڈا۔ امریکہ۔ کینیا۔ ماریشس۔ آسٹریلیا۔ سویڈن۔ مصر۔ سائتھ افریقہ۔ دُبئی۔ زیمبیا۔ فرانس۔ سوئٹزرلینڈ۔

جبکہ تین وزراءِ مملکت جناب رگھوناتھ سہائے۔ سردار ترپت راجندر سنگھ صاحب باجوہ اور سردار پرتاپ سنگھ صاحب باجوہ نے بھی شمولیت فرمائی۔ اِسی طرح چودھری بخشی رام آئی۔جی پنجاب بھی اس موقع پر حاضر ہوئے۔

ریڈیو۔ دُور درشن۔ اور زی ٹی وی کے نمائندگان کے علاوہ ۱۴ قومی اخبارات کے نمائندوں نے جلسہ کے پروگراموں کی رپورٹنگ کی۔ اور بعض انٹرویو ریکارڈ کئے۔ پانچ زبانوں میں ساتھ کے ساتھ تقاریر کے تراجم کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ جلسہ اس لحاظ سے بھی نہایت اہم رہا کہ اس میں گزشتہ تمام سالوں کی نسبت بہت بھاری تعداد میں نومبائعین نے شرکت کی۔ اور نہایت ایمان افروز خیالات کا اظہار کیا۔

دو لنگر خانوں کے ذریعہ مہمانوں کی تواضع کا انتظام کیا گیا تھا۔ بڑی قیام گاہ تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ کا احاطہ رہی۔ اس کے علاوہ ڈی۔اے۔وی سکول میں بھی مہمان ٹھہرے۔ جبکہ بیرونی ممالک کے مہمانان کے لئے گیسٹ ہاؤسز دارالانوار میں انتظام رہا۔ اِسی طرح بھاری تعداد میں مہمانان احبابِ جماعت کے گھروں میں بھی قیام پذیر ہوئے۔ پانی۔ روشنی اور صفائی کا عمدہ انتظام رہا۔ تمام خدام نے محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ اور محترم افسر صاحب جلسہ گاہ اور محترم افسر صاحب خدمتِ خلق کی زیرِ نگرانی مختلف شعبوں میں نہایت خوش اسلوبی سے ڈیوٹیاں دیں۔

اِس جلسہ کو ایک یہ بھی خصوصیت حاصل تھی کہ یہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیکچر "اسلامی اُصول کی فلاسفی" کے یادگار کے طور پر ٹھیک سو سال کے بعد منعقد ہوا۔ یاد رہے کہ لیکچر اسلامی اُصول کی فلاسفی آج سے ٹھیک سو سال قبل ۱۸۹۶ء میں جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں پڑھا گیا۔ اور ۱۹۹۶ء کے اِس جلسہ سالانہ میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس عظیم لیکچر کا ایمان افروز تذکرہ فرماتے ہوئے نہایت آسان اور پُرمعارف انداز میں اس کے بعض حصّوں کو اپنی افتتاحی تقریر میں سمجھایا۔

تینوں روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات و خُطبہ جُمعہ براہِ راست لنڈن سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ ٹیلی کاسٹ کئے گئے۔ پہلے روز حضور انور نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر اسلامی اُصول کی فلاسفی پر اور آخری روز ہندوستان میں دعوت اِلی اللہ کے موضوع پر خطاب فرمایا جبکہ درمیانی روز اپنے خُطبہ جُمعہ میں (آگے مسلسل صفحہ ۲ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس ... شائع کیا۔ پروپرائیٹر:۔ نگران بورڈ بدر قادیان ؂

وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔

پہلے روز کا پروگرام

۲۶ دسمبر کو ٹھیک دس بجے جلسہ سالانہ کا مقامی افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے لوائے احمدیت لہرا کر فرمایا۔ پہلے روز کے پہلے اجلاس کے مہمانِ خصوصی محترم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی تھے جبکہ کرسیٔ صدارت پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب رونق افروز رہے۔

تلاوتِ کلام مجید محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے فرمائی اور ترجمہ سُنایا۔ مکرم عطاء اللہ ناصر صاحب مبلغ پونچھ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؏

حمد و ثناء اُسی کو جو ذات جاودانی

خوش الحانی سے سُنایا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا اور جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور دُعا کرائی۔

اس کے بعد جلسہ کے تقریری پروگرام کا آغاز ہُوا۔

پہلی تقریر محترم حافظ ڈاکٹر صالح محمد الٰہ دین صاحب آف سکندر آباد نے "انسانی پیدائش کا مقصد اور اس کے حصول کے ذرائع" کے عنوان پر کی۔ آپ کی تقریر کتاب اسلامی اُصول کی فلاسفی کی روشنی میں تھی۔

دوسری تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے "سیرت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (آزادیٔ ضمیر و مذہبی رواداری)" موضوع پر فرمائی۔ آپ کی تقریر سے قبل مکرم شہزادہ پرویز صاحب آف کلکتہ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نعت ؏

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا

خوش الحانی سے سُنائی۔

اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر "سیرت بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کے عنوان پر محترم مولانا محمد عمر صاحب انچارج مبلغ کیرلہ نے فرمائی۔

پہلے روز کا دُوسرا اجلاس

بعد نماز ظہر و عصر پہلے روز کے دُوسرے اجلاس کی کاروائی محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ کی صدارت میں شروع ہُوئی۔ مکرم ڈاکٹر نور الاسلام صاحب نے تلاوتِ قرآن مجید کی۔ اور ترجمہ سُنایا۔ مکرم ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ناصر اور اُن کے ساتھیوں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔۔۔ بعد ازاں مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعتِ احمدیہ جرمنی نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے فرمایا اِس جلسہ کی برکت سے مجھے آج سے بیس سال قبل قبولِ احمدیت کی توفیق ملی۔ اُس وقت جرمنی میں بہت چھوٹی سی جماعت تھی جس کی تعداد صرف دو ہزار تھی۔ لیکن اللہ کے فضل سے اب بہت ترقی ہو چکی ہے۔ اور اب جرمنی میں ۲۲۰ جماعتیں قائم ہیں۔ دُنیا کی تمام جماعتوں میں جماعتِ احمدیہ جرمنی مالی جہاد میں سب سے آگے ہے۔ آپ نے فرمایا دیوارِ برلن گرنے کے بعد جماعت کو جرمنی میں بہت ترقی ملی ہے۔ خدا کے فضل سے جرمنی میں مقیم عرب باشندے بھی جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ اِس سال کے لئے ہمیں حضور انور کی طرف سے ساٹھ ہزار بیعتوں کا ٹارگٹ مِلا ہے۔ دُعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو پُورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کی تقریر کا اُردو ترجمہ مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مبلغ جرمنی نے کیا۔

اس کے بعد ٹھیک ۳-۳۰ پر لنڈن سے براہِ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب ٹیلی کاسٹ کیا گیا جو کہ تمام سامعین نے ٹیلی ویژنوں کے ذریعہ جلسہ گاہ میں سُنا۔ بعض سامعین نے گھروں میں بھی یہ خطاب سُنا۔ بعض غیر مُسلم سامعین بھی حضور انور کے خطابات میں موجود رہے۔ اور نہایت توجہ اور محبّت سے حضور کے خطاب سُنتے رہے۔

یہ پروگرام بھی باقاعدہ تلاوتِ کلام پاک سے شروع ہُوا۔ مولانا فیروز عالم صاحب نے تلاوت کی اور ترجمہ سُنایا۔ مکرم داؤد ناصر صاحب نے مکرم فضل الرحمٰن صاحب کی ایک نظم اسلامی اُصول کی فلاسفی کے متعلق سُنائی۔ نظم کا پہلا شعر تھا ؎

ایسا اعجاز قدرت کا ظاہر ہُوا ہے کہ مقابل پہ چھوٹے بڑے رہ گئے
ایک مضمون تھا جو کہ بالا رہا دُوسرے سب دھرے کے دھرے رہ گئے

بعدہٗ مکرم مولانا نسیم باجوہ صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سُنایا۔ اور پھر حضور انور اپنے افتتاحی خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے۔ فضا نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے گونجنے لگی۔ حضور انور نے اپنے اِس خطاب میں جلسہ اعظم مذاہب لاہور ۱۸۹۶ء کا پس منظر بیان کرتے ہُوئے کتاب اسلامی اُصول کی فلاسفی کے اعجاز پر بصیرت افروز روشنی ڈالی۔

دُوسرا روز ۲۷ دسمبر

دُوسرے روز کا پہلا اجلاس بھی ٹھیک دس بجے شروع ہُوا۔ محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن نے صدارت فرمائی۔ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے تلاوتِ قرآنِ پاک کی اور ترجمہ سُنایا۔ نظم عزیز ابن شفیق صاحب نے پڑھی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی برتری کا عظیم نشان لیکچر اسلامی اُصول کی فلاسفی" پر تقریر کی۔

دُوسری تقریر بعنوان "خلافتِ حقہ اسلامیہ" محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ و صدر مجلس وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان نے فرمائی۔ جبکہ تیسری تقریر پنجابی زبان میں بعنوان

"انسانیت اور اسلام"

گیانی تنویر احمد صاحب خادم نے کی۔

چونکہ آج جُمعۃ المبارک کا روز تھا ٹھیک ایک بجکر پینتالیس منٹ پر خطبہ جُمعہ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نے پڑھایا۔ آپ نے اپنے خطبہ میں خلافتِ احمدیہ سے محبت پر زور دیا اور اس کے مختلف ذرائع بیان فرمائے۔

نمازِ جُمعہ کے بعد دو بجکر چالیس منٹ پر دُوسرے روز کے دُوسرے اجلاس کی کاروائی مکرم و محترم محمد شفیع اللہ صاحب امیر صُوبائی کرناٹک کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوتِ قرآن مجید مکرم سید کلیم الدین صاحب مبلغ انچارج دہلی نے کی۔ نظم مکرم ناصر علی عثمان صاحب اور ساتھیوں نے سُنائی ؎

ہے دستِ قبلہ نما لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
ہے دردِ دل کی دوا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

پہلی تقریر مکرم مُنیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر بدر نے بعنوان "اخلاقی بُرائیوں اور جنسی بے راہ رویوں کے بھیانک نتائج اور اُن کا انسداد" کی۔

دُوسری تقریر مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج سرینگر کشمیر نے "فضائلِ قرآنِ کریم اور جماعتِ احمدیہ کی خدمات" کے عنوان پر کی۔

اس تقریر سے قبل عزیز ناصر علی عثمان صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎

نُورِ فرقاں ہے جو سب نُوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نِکلا!

پڑھی۔ ان تقاریر کے بعد حسن رمضان صاحب آف ماریشس نے ماریشس میں احمدیت کی ترقی کے متعلق ذکر فرمایا۔ مکرم بشیر احمد صاحب محمود معتمد مجلس انصار اللہ لاس اینجلس (امریکہ) نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ مَیں ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہُوا اور ہمیشہ ہی عیسائیت میں کمی محسوس کرتا رہا۔ پھر خدا نے مجھے جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ قبولِ اسلام کی توفیق بخشی۔ آپ نے بتایا کہ میرا تعلق الیگزنڈر ڈوئی کے اُس علاقہ سے ہے جہاں سے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر بدزبانی کی تھی۔ لیکن آج الیگزنڈر ڈوئی کو تو کوئی نہیں جانتا لیکن سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو تمام دُنیا جانتی ہے۔

خُطبہ جُمعہ حضرت امیر المومنین

ٹھیک ۱/۲ ۶ بجے شام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خُطبہ جمعہ ایم۔ٹی۔اے پر مسجد فضل لنڈن سے ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ حضور نے خطبہ جُمعہ میں وقفِ جدید کے سالِ نو کا اعلان فرمایا۔

تیسرا اور آخری روز

تیسرے روز ۲۸ دسمبر کو جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس ٹھیک دس بجے صبح شروع ہُوا۔ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ لاس اینجلس نے صدارت فرمائی۔ تلاوتِ قرآنِ مجید مکرم مولوی عبد الوکیل صاحب نے کی۔ اور ترجمہ سُنایا۔ نظم مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نے سُنائی۔ پہلی تقریر خاکسار سلطان احمد ظفر مبلغ حیدر آباد نے "موجودہ دَور میں دعوت الی اللہ کے شیریں ثمرات" کے عنوان پر کی۔

دُوسری تقریر انگریزی زبان میں مکرم پروفیسر عبد الجلیل صاحب نے "اسلام کا نظریۂ نجات" کے عنوان پر کی۔ اور تیسری تقریر مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لنڈن نے "مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے شیریں ثمرات" کے عنوان پر فرمائی۔

اس کے بعد تعارفی تقاریر کا سلسلہ شروع ہُوا۔ مکرم بدر الدین جعفر صاحب سیکرٹری تبلیغ ساؤتھ افریقہ عبد المنان صاحب قریشی نیروبی کینیا۔ خالد سیف اللہ صاحب نیشنل وائس پریذیڈنٹ آسٹریلیا نے تقاریر کیں۔

تیسرے روز کا آخری اجلاس ٹھیک دو بجکر ۳۵ منٹ پر شروع ہُوا۔ مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک امیر صُوبائی کشمیر نے صدارت فرمائی۔ مکرم قاری شمس الحق صاحب آسامی نے تلاوتِ کلامِ پاک کی جس کا ترجمہ مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے سُنایا۔ مکرم نذیر احمد صاحب کالیکٹ کیرلہ نے نظم سُنائی۔ مکرم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ محترم صدرِ اجلاس نے اختتامی دُعا کرائی۔ اور پھر ٹھیک ۱/۲ ۲ بجے لنڈن سے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ اس خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہندوستان میں دعوت اِلی اللہ کے شیریں ثمرات اور ایمان افروز واقعات کا نہایت ایمان افروز انداز میں ذکر فرمایا۔ حضور نے اپنے اس عظیم خطاب میں ہندوستان کی جماعتوں کو دعوت اِلی اللہ کے روحانی جہاد [illegible] لوگوں کے دلوں کو اسلام کی خاطر فتح کرنے [illegible] تلقین فرمائی۔ خطاب کے بعد حضور انور [illegible] اور اس طرح ۱۰۵ واں جلسہ سالانہ قادیان اختتام پذیر ہُوا۔

مجلسِ شُوریٰ

۲۹ دسمبر کو ٹھیک دس بجے صبح مجلس شُوریٰ مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہُوئی جس میں ۲۷ جماعتوں کے ۷۵ نمائندگان نے شرکت کی۔ اور تبلیغی۔ تربیتی اور مالی اُمور سے متعلق مشورہ جات ہُوئے۔ جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں آخری فیصلہ کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ اور بعد منظوری ان فیصلوں پر نفاذ ہوگا۔ اِنشاء اللہ۔

نمازِ تہجد اور درس

جلسہ سالانہ سے دو روز قبل اور دو روز بعد تک باجماعت نمازِ تہجد اور درس کا سلسلہ جاری رہا۔ جن میں احباب کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ اِسی طرح بعد نمازِ فجر جو درس دیا گیا اس میں خاص طور پر بعض صُوبوں کی تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی گئی۔

★۔۔۔ موسم بفضلہٖ تعالیٰ نہایت خوشگوار رہا۔ اگرچہ جلسہ سے ایک روز قبل ہلکی بُوندا باندی رہی۔ لیکن جلسہ کے روز دُھوپ کھل گئی اور تینوں روز نہایت خوشگوار موسم میں احباب نے جلسہ سالانہ کے رُوحانی مائدہ سے استفادہ کیا۔

★۔۔۔ ایامِ جلسہ میں جلسہ کے پروگراموں میں شرکت کے علاوہ مزار مبارک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر کثیر تعداد میں لوگ حاضر ہو کر دُعا کرتے رہے۔ اسی طرح بیت الدُعا جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی ترقی اور غلبہ کے لئے دُعائیں کیا کرتے تھے، احبابِ کرام کثرت سے حاضر ہو کر وہاں پر بھی دُعائیں کرتے رہے۔

★۔۔۔ ایامِ جلسہ میں مرد حضرات مسجد اقصیٰ میں اور مستورات مسجد مبارک میں باجماعت نمازیں ادا کرتے رہے۔ جبکہ بیت الدُعا میں حاضری کے الگ الگ اوقات مقرر کئے گئے تھے۔

★۔۔۔ ایامِ جلسہ میں اسلامی اخوت۔ رواداری۔ محبّت و پیار کے نہایت حسین منظر دیکھنے کو ملے اور خاص طور پر یہ بات دیکھی گئی کہ اب احمدی احباب کو سوائے تبلیغی جُنون کے اور کچھ مقصد نہیں۔ جب بھی ایک بھائی دُوسرے سے ملتا تو اپنے اپنے علاقے کے تبلیغی واقعات سُناتا اور ایک دُوسرے سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہوتی کہ ہمارے علاقہ میں تبلیغی کامیابیوں کے لئے دُعا کی جائے۔

★۔۔۔ ۲۶ دسمبر کو نومبائعین کا ایک تربیتی جلسہ رات آٹھ بجے مسجد اقصیٰ میں منعقد ہُوا۔ جس میں بعض نومبائعین نے قبولِ احمدیت کے ایمان افروز واقعات سُنائے۔

وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔

پہلے روز کا پروگرام

۲۶ دسمبر کو ٹھیک دس بجے جلسہ سالانہ کا مقامی افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے لوائے احمدیت لہرا کر فرمایا۔ پہلے روز کے پہلے اجلاس کے مہمانِ خصوصی محترم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی تھے جبکہ کرسیٔ صدارت پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب رونق افروز رہے۔

تلاوتِ کلامِ مجید محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے فرمائی اور ترجمہ سُنایا۔ مکرم عطاء اللہ ناصر صاحب مبلّغِ پونچھ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

حمد و ثناء اُسی کو جو ذات جاودانی

خوش الحانی سے سُنایا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا اور جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور دُعا کرائی۔

اس کے بعد جلسہ کے تقریری پروگرام کا آغاز ہُوا۔ پہلی تقریر محترم حافظ ڈاکٹر صالح محمد الٰہ دین صاحب آف سکندر آباد نے "انسانی پیدائش کا مقصد اور اس کے حصول کے ذرائع"کے عنوان پر کی۔ آپ کی تقریر کتاب اسلامی اُصول کی فلاسفی کی روشنی میں تھی۔

دوسری تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے "سیرت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (آزادیٔ ضمیر و مذہبی رواداری)" کے موضوع پر فرمائی۔ آپ کی تقریر سے قبل مکرم شہزادہ پرویز صاحب آف کلکتہ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نعت ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا

خوش الحانی سے سُنائی۔

اِس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر "سیرت بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کے عنوان پر محترم مولانا محمد عمر صاحب انچارج مبلغ کیرلہ نے فرمائی۔

پہلے روز کا دُوسرا اجلاس

بعد نماز ظہر و عصر پہلے روز کے دُوسرے اجلاس کی کاروائی محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ کی صدارت میں شروع ہُوئی۔ مکرم ڈاکٹر نور الاسلام صاحب نے تلاوتِ قرآنِ مجید کی۔ اور ترجمہ سُنایا۔ مکرم ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ناصر اور اُن کے ساتھیوں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔ بعد ازاں مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعتِ احمدیہ جرمنی نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے فرمایا اِس جلسہ کی برکت سے مجھے آج سے بیس سال قبل قبولِ احمدیت کی توفیق ملی۔ اُس وقت جرمنی میں بہت چھوٹی سی جماعت تھی جس کی تعداد صرف دُو ہزار تھی۔ لیکن اللہ کے فضل سے اب بہت ترقی ہو چکی ہے۔ اور اب جرمنی میں ۲۲۰ جماعتیں قائم ہیں۔ دُنیا کی تمام جماعتوں میں جماعتِ احمدیہ جرمنی مالی جہاد میں سب سے آگے ہے۔ آپ نے فرمایا دیوارِ برلن گرنے کے بعد جماعت کو جرمنی میں بہت ترقی ملی ہے۔ خدا کے فضل سے جرمنی میں مقیم عرب باشندے بھی جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ اِس سال کے لئے ہمیں حضور انور کی طرف سے ساٹھ ہزار بیعتوں کا ٹارگٹ ملا ہے۔ دُعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو پُورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کی تقریر کا اُردو ترجمہ مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مبلّغِ جرمنی نے کیا۔

اس کے بعد ٹھیک ۳-۳۰ پر لنڈن سے براہِ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب ٹیلی کاسٹ کیا گیا جو کہ تمام سامعین نے ٹیلی ویژنوں کے ذریعہ جلسہ گاہ میں سُنا۔ بعض سامعین نے گھروں میں بھی یہ خطاب سُنا۔ بعض غیر مُسلم سامعین بھی حضور انور کے خطابات میں موجود رہے۔ اور نہایت توجہ اور محبّت سے حضور کے خطاب سُنتے رہے۔

یہ پروگرام بھی باقاعدہ تلاوتِ کلامِ پاک سے شروع ہُوا۔ مولانا فیروز عالم صاحب نے تلاوت کی اور ترجمہ سُنایا۔ مکرم داؤد ناصر صاحب نے مکرم فضل الرحمٰن صاحب کی ایک نظم اسلامی اُصول کی فلاسفی کے متعلق سُنائی۔ نظم کا پہلا شعر تھا ؎

ایسا اعجاز قدرت کا ظاہر ہُوا ہے کہ مقابل پہ چھوٹے بڑے رہ گئے
ایک مضمون تھا جو کہ بالا رہا دُوسرے سب دھرے کے دھرے رہ گئے

بعدہٗ مکرم مولانا نسیم باجوہ صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سُنایا۔ اور پھر حضور انور اپنے افتتاحی خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے۔ فضا نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے گونجنے لگی۔ حضور انور نے اپنے اِس خطاب میں جلسہ اعظم مذاہب لاہور ۱۸۹۶ء کا پس منظر بیان کرتے ہُوئے کتاب اسلامی اُصول کی فلاسفی کے اعجاز پر بصیرت افروز روشنی ڈالی۔

دُوسرا روز ۲۷ دسمبر

دُوسرے روز کا پہلا اجلاس بھی ٹھیک دس بجے شروع ہُوا۔ محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن نے صدارت فرمائی۔ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے تلاوتِ قرآنِ پاک کی اور ترجمہ سُنایا۔ نظم عزیزہ ابن شفیق صاحب نے پڑھی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمِ کلام کی برتری کا عظیم نشان لیکچر اسلامی اُصول کی فلاسفی" پر تقریر کی۔

دُوسری تقریر بعنوان "خلافتِ حقّہ اسلامیہ" محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ و صدر مجلس وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان نے فرمائی۔ جبکہ تیسری تقریر پنجابی زبان میں بعنوان

"انسانیت اور اسلام"

گیانی تنویر احمد صاحب خادم نے کی۔

چونکہ آج جُمعۃ المبارک کا روز تھا ٹھیک ایک بجکر پینتالیس منٹ پر خطبہ جُمعہ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نے پڑھایا۔ آپ نے اپنے خطبہ میں خلافتِ احمدیہ سے محبّت پر زور دیا اور اس کے مختلف ذرائع بیان فرمائے۔

نمازِ جُمعہ کے بعد دو بجکر چالیس منٹ پر دُوسرے روز کے دُوسرے اجلاس کی کاروائی مکرم و محترم محمد شفیع اللہ صاحب امیر صُوبائی کرناٹک کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوتِ قرآنِ مجید مکرم سیّد کلیم الدین صاحب مبلّغ انچارج دہلی نے کی۔ نظم مکرم ناصر علی عثمان صاحب اور ساتھیوں نے سُنائی ؎

ہے دستِ قبلہ نما لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
ہے دردِ دل کی دوا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

پہلی تقریر مکرم مُنیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر بدر نے بعنوان "اخلاقی برائیوں اور جنسی بے راہ رویوں کے بھیانک نتائج اور اُن کا انسداد" کی۔

دُوسری تقریر مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلّغ انچارج سرینگر کشمیر نے "فضائلِ قرآنِ کریم اور جماعتِ احمدیہ کی خدمات" کے عنوان پر کی۔

اس تقریر سے قبل عزیزم ناصر علی عثمان صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا!

پڑھی۔ ان تقاریر کے بعد حسن رمضان صاحب آف مارشس نے مارشس میں احمدیت کی ترقی کے متعلق ذکر فرمایا۔ مکرم بشیر احمد صاحب محمود معتمد مجلس انصار اللہ لاس اینجلس (امریکہ) نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ مَیں ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہُوا اور ہمیشہ ہی عیسائیت میں کمی محسوس کرتا رہا۔ پھر خدا نے مجھے جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ قبولِ اسلام کی توفیق بخشی۔ آپ نے بتایا کہ میرا تعلق الیگزنڈر ڈوئی کے اُس علاقہ سے ہے جہاں سے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر بدزبانی کی تھی۔ لیکن آج الیگزنڈر ڈوئی کو تو کوئی نہیں جانتا لیکن سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو تمام دُنیا جانتی ہے۔

خُطبہ جُمعہ حضرت امیر المومنین

ٹھیک ۶½ بجے شام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ کا خُطبہ جمعہ ایم۔ٹی۔اے پر مسجد فضل لنڈن سے ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ حضور نے خطبہ جُمعہ میں وقفِ جدید کے سالِ نَو کا اعلان فرمایا۔

تیسرا اور آخری روز

تیسرے روز ۲۸ دسمبر کو جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس ٹھیک دس بجے صبح شروع ہُوا۔ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ لاس اینجلس نے صدارت فرمائی۔ تلاوتِ قرآنِ مجید مکرم مولوی عبد الوکیل صاحب نے کی۔ اور ترجمہ سُنایا۔ نظم مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نے سُنائی۔ پہلی تقریر خاکسار سلطان احمد ظفر مبلّغ حیدر آباد نے "موجودہ دَور میں دعوت الی اللہ کے شیریں ثمرات" کے عنوان پر کی۔

دُوسری تقریر انگریزی زبان میں مکرم پروفیسر عبد الجلیل صاحب نے "اسلام کا نظریۂ نجات" کے عنوان پر کی۔ اور تیسری تقریر مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لنڈن نے "مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے شیریں ثمرات" کے عنوان پر فرمائی۔

اس کے بعد تعارفی تقاریر کا سلسلہ شروع ہُوا۔ مکرم بدر الدین جعفر صاحب سیکرٹری تبلیغ ساؤتھ افریقہ عبد المنان صاحب قریشی نیروبی کینیا۔ خالد سیف اللہ صاحب نیشنل وائس پریذیڈنٹ آسٹریلیا نے تقاریر کیں۔

تیسرے روز کا آخری اجلاس ٹھیک دو بجکر ۳۵ منٹ پر شروع ہُوا۔ مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک امیر صُوبائی کشمیر نے صدارت فرمائی۔ مکرم قاری شمس الحق صاحب آسامی نے تلاوتِ کلامِ پاک کی جس کا ترجمہ مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے سُنایا۔

مکرم نذیر احمد صاحب کالیکٹ کیرلہ نے نظم سُنائی۔ مکرم صاحب دعوۃ و تبلیغ نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ محترم صاحب اجلاس نے اختتامی دُعا کرائی۔ اور پھر ٹھیک ۳½ بجے لنڈن سے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ اس خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہندوستان میں دعوت الی اللہ کے شیریں ثمرات اور ایمان افروز واقعات کا نہایت ایمان افروز انداز میں ذکر فرمایا۔ حضور نے اپنے اس عظیم خطاب میں ہندوستان کی جماعتوں کو دعوت الی اللہ کے رُوحانی میدان میں کُود جانے اور اللہ کے لئے لوگوں کے دلوں کو اسلام کی خاطر فتح کرنے کی پُر زور تلقین فرمائی۔ خطاب کے بعد حضور انور نے دُعا کرائی۔ اور اس طرح ۱۰۵ واں جلسہ سالانہ قادیان اختتام پذیر ہُوا۔

مجلسِ شُوریٰ

۲۹ دسمبر کو ٹھیک دس بجے صبح مجلسِ شُوریٰ مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہُوئی جس میں ۲۷ جماعتوں کے ۷۵ نمائندگان نے شرکت کی۔ اور تبلیغی۔ تربیتی اور مالی اُمور سے متعلق مشورہ جات ہُوئے۔ جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں آخری فیصلہ کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ اور بعد منظوری ان فیصلوں پر نفاذ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

نمازِ تہجد اور درس

جلسہ سالانہ سے دو روز قبل اور دو روز بعد تک باجماعت نمازِ تہجد اور درس کا سلسلہ جاری رہا۔ جن میں احباب کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ اِسی طرح بعد نمازِ فجر جو درس دیا گیا اس میں خاص طور پر بعض صُوبوں کی تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی گئی۔

★ــــ موسم بفضلہٖ تعالیٰ نہایت خوشگوار رہا۔ اگرچہ جلسہ سے ایک روز قبل ہلکی بُوندا باندی رہی۔ لیکن جلسہ کے روز دُھوپ کھل گئی اور تینوں روز نہایت خوشگوار موسم میں احباب نے جلسہ سالانہ کے رُوحانی مائدہ سے استفادہ کیا۔

★ــــ ایامِ جلسہ میں جلسہ کے پروگراموں میں شرکت کے علاوہ مزار مبارک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر کثیر تعداد میں لوگ حاضر ہو کر دُعا کرتے رہے۔ اسی طرح بیت الدُّعا جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی ترقی اور غلبہ کے لئے دُعائیں کیا کرتے تھے، احبابِ کرام کثرت سے حاضر ہو کر وہاں پر بھی دُعائیں کرتے رہے۔

★ــــ ایامِ جلسہ میں مرد حضرات مسجد اقصیٰ میں اور مستُورات مسجد مبارک میں باجماعت نمازیں ادا کرتے رہے۔ جبکہ بیت الدُّعا میں حاضری کے الگ الگ اوقات مقرر کئے گئے تھے۔

★ــــ ایامِ جلسہ میں اسلامی اخوت۔ رواداری۔ محبّت و پیار کے نہایت حسین منظر دیکھنے کو ملے اور خاص طور پر یہ بات دیکھی گئی کہ اب احمدی احباب کو سوائے تبلیغی جنُون کے اور کچھ مقصد نہیں۔ جب بھی ایک بھائی دُوسرے سے ملتا تو اپنے اپنے علاقے کے تبلیغی واقعات سُناتا اور ایک دُوسرے سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہوتی کہ ہمارے علاقہ میں تبلیغی کامیابیوں کے لئے دُعا کی جائے۔

★ــــ ۲۶ دسمبر کو نَومبائعین کا ایک تربیتی جلسہ رات آٹھ بجے مسجد اقصیٰ میں منعقد ہُوا جس میں بعض نَومبائعین نے قبولِ احمدیت کے ایمان افروز واقعات سُنائے۔ ◆

اِسلامی اصول کی فلاسفی کا مضمون کسی ایک صدی سے تعلّق نہیں رکھتا

بلکہ اس تمام دور سے تعلق رکھتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دور ہے جو بالآخر اسلام کی فتح پر منتج ہوگا

جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ بکثرت اس کتاب کی اشاعت کا انتظام کرے

جماعتوں کے اُمراء اس کتاب کی تقسیم کے متعلق صحیح حقائق پر مشتمل رپورٹ بھجوائیں

افتتاحی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع جلسہ سالانہ قادیان ۲۶ دسمبر ۱۹۹۶ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے افتتاحی خطاب کے شروع میں فرمایا کہ امسال کا جلسہ سالانہ بعینہٖ انہی دنوں میں آیا ہے جن دنوں میں وہ جلسہ سالانہ تھا جس میں مجھے بھی شرکت کی توفیق ملی تھی یعنی ۱۹۹۱ء کا جلسہ سالانہ بھی ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو جمعرات۔ جمعہ اور ہفتہ کے دنوں میں منعقد ہُوا تھا اور یہ جلسہ جو اب ۱۹۹۶ء میں منعقد ہو رہا ہے یہ بھی جمعرات۔ جُمعہ اور ہفتہ کے دنوں میں آیا ہے۔ چنانچہ ۱۹۹۱ء میں بھی درمیانی دن کا خطبہ جمعہ وقف جدید سے متعلق تھا اور امسال بھی انشاء اللہ درمیانے دن کا خطبہ جمعہ وقف جدید کے موضوع پر ہی دوں گا۔ یہ الٰہی تصرفات ہیں جو بظاہر اتفاقات ہیں لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ ان میں الٰہی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔

حضور نے فرمایا یہ جلسہ بطور خاص ایک بہت ہی عظیم جلسہ ہے۔ اس کو صرف ایک تاریخی اہمیت حاصل نہیں بلکہ آئندہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جلسہ جو ہر سو سال کے بعد آیا کرے گا عظیم اہمیت اختیار کر جائے گا ہو سکتا ہے لاکھوں بلکہ کروڑ سے بھی زائد انسان اس عالمی جلسہ میں شامل ہوں جو آئندہ سو سال کے بعد آئے گا۔

لیکن ایک وہ جلسہ تھا جس سے اس مضمون کا یعنی اِسلامی اصول کی فلاسفی کا آغاز ہوا تھا۔ وہ جلسہ قادیان میں تو نہیں مگر لاہور کو قادیان بنانے والا جلسہ تھا جس میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون پہلی بار پڑھ کر سُنایا گیا۔ اس کی اہمیت اور شان کو دہرایا نہیں جا سکتا۔ وہ صحابہ جنہوں نے اس جلسہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے قلم سے اس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے انہوں نے بالآخر اقرار کیا کہ وہ مکمل طور پر اس جلسہ کی کیفیت و شان کا اظہار کرنے سے قاصر ہیں۔

حضور نے فرمایا اس جلسہ کے متعلق بہت سی باتیں سارا سال دہرائی گئی ہیں اس کی تاریخی حیثیت کیا تھی کیوں ہُوا پس منظر کیا تھا اور دیگر تفاصیل بار بار آپ کے سامنے بیان کی جاتی رہی ہیں اس لئے میں زیادہ ان تفاصیل میں جانا نہیں چاہتا البتہ مختصراً یہ عرض کر دیتا ہوں کہ

دسمبر ۱۸۹۶ء میں اسلامیہ ہائی سکول جو شیرانوالہ گیٹ میں واقعہ تھا قریباً دس بجے صبح اس جلسے کا آغاز ہُوا اور ۷ بجے شام تک یہ جلسہ جاری رہا اور دوسرے روز تیسرے روز بھی ایسا ہی ہُوا۔ کل دس مذاہب کے ۱۶ نمائندوں نے تقریریں کیں اور جلسے کی حاضری تقریباً ۸ ہزار بیان کی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے پڑھا اور اس مضمون پر جلسے کے ۱۹ گھنٹوں میں سے ۷½ گھنٹے صرف ہوئے اور اس کے باوجود یہ ختم نہ ہو سکا بلکہ تیسرے اور آخر وقت تک پہلے سوال کے جوابات ہی دئے جا سکے۔ پھر منتظمین جلسہ نے عوام الناس کے دباؤ کے نتیجہ میں بے ساختہ مطالبات کی وجہ سے مجبور ہو کر ایک دن اور بڑھا دیا۔ چنانچہ چوتھا دن بڑھایا گیا اور وہ بھی اسی مضمون کے لئے وقف رہا۔

حضور نے جلسہ اعظم مذاہب کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جلسہ کے انعقاد کے لئے سوامی شوگن چندر ایک ذریعہ بنے تھے جو کہ دراصل ایک ہندو دوست تھے جو بعض حادثات کے نتیجہ میں جوگی بن گئے تھے ان کے دل میں لگن تھی کہ وہ معلوم کریں کہ خدا تعالیٰ کو پانے کا حقیقی راستہ کون سا ہے۔ اس وجہ سے وہ ہندوستان میں بستی بستی گھومے آخر ۱۸۹۶ء میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سُنا تو قادیان میں حاضر ہوئے۔ سوامی شوگن چندر جوگیا کپڑوں میں ملبوس ایک ہندو سادھو دکھائی دیتے تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں چند دن ہی گزارے کہ ان کی کایا پلٹ گئی۔ یہی سوامی شوگن چندر جلسہ اعظم مذاہب کی تجویز لے کر آئے تھے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت پسند فرمایا اور تجویز یہ تھی کہ جیسا کہ ۱۸۹۲ء میں انہی سوامی شوگن چندر صاحب نے ایک بین المذاہب جلسہ منعقد کروایا تھا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملنے کے بعد اور آپ کی پرمعرفت باتیں سُننے کے بعد ان کے دِل میں بڑے زور سے خواہش اُٹھی کہ ویسا ہی جلسہ ایک بار پھر ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سوامی صاحب کی اس تجویز کو منظور فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتایا کہ آپ کا مضمون بالا رہے گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ ایسا جلسہ جس پر تمام مذاہب کے بڑے لیڈروں کی نگاہیں تھیں اور جو ایک عظیم حیثیت اختیار کر جانے والا تھا اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اعلان کرنا کہ اللہ نے مجھے خبر دے دی ہے کہ میرا مضمون ضرور بالا رہے گا اور میرے مقابل پر تمام مذاہب کو شکست ہوگی ایک عظیم معجزہ سے کم نہیں جب کہ اکثر سامعین کا جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں تھا۔

اس کے بعد حضور انور نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اشتہار ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء پڑھ کر سُنایا۔ اور ساتھ ساتھ اس کی نہایت ایمان افروز تشریح فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مضمون کے متعلق سامعین جلسہ اعظم مذاہب لاہور کے تاثرات حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کی زبانی بیان فرمائے۔

حضور نے فرمایا کہ اِسلامی اصول کی فلاسفی کا مضمون کسی ایک صدی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس تمام دَور سے تعلق رکھتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دَور ہے اور آخرین کے سارے زمانے کی ضروریات کو پورا کرنے والا مضمون ہے جو بالآخر اسلام کی فتح پر منتج ہوگا اور اس کے آخری نتیجے کو حاصل کرنے کے لئے اسلامی اصول کی فلاسفی کی کتاب کو ایک مرکزی حیثیت حاصل تھی ہے اور رہے گی اور اس پہلو سے جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ اس کی بکثرت اشاعت کا انتظام کرے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان افروز خطاب کو جاری رکھتے ہوئے کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کی اشاعت وسعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اب تک ۶۰ زبانوں میں اس کتاب کا ترجمہ مکمل کر لیا گیا ہے جس میں سے ۴۵ زبانوں میں یہ کتاب طبع ہو چکی ہے ۵ زیر طبع ہیں اور ۱۲ نظر ثانی کے مراحل میں ہیں۔ حضور نے فرمایا اب تک جو تراجم ہوئے ہیں وہ خدا کے فضل سے بہت ہی اچھے ہیں اور بڑی محنت سے یہ ترجمے کئے گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بعض مرکزی تراجم جن سے آگے اور زبانوں میں ترجمے ہوتے تھے ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خود حضور بھی شامل رہے ہیں۔

حضور نے احباب جماعت کو نصیحت فرمائی کہ جو کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہیں ان کی تقسیم کا احسن انتظام کیا جائے اور انتہائی کوشش کریں کہ یہ کتابیں دانشوروں اور سعید فطرت لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ مالی وسائل کی فکر نہیں بلکہ فکر اس کی صحیح تقسیم کی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعتوں کے اُمراء اس بات کو نوٹ رکھیں اور اس کتاب کی تقسیم کے متعلق صحیح حقائق پر مشتمل رپورٹ بھجوائیں۔

اپنے بصیرت افروز خطاب کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کے بعض حصوں کو نہایت آسان اور پُر معارف انداز میں سمجھایا اور پھر اس کتاب کے متعلق بعض اخبارات کے تبصرے اور بعض دانشوروں کی رائے اور ان کے قبول احمدیت کے واقعات سُنائے۔

حضور انور نے خطاب کے آخر میں فرمایا کہ نہ صرف کتاب کی تقسیم کے ذریعے بلکہ اس کتاب کے مضامین کو اپنے نفس میں جاری کر کے آپ دُنیا کی تعلیم و تربیت کیلئے نکل کھڑے ہوں حضور نے فرمایا کہ اس شدت سے دُنیا اس کتاب کی منتظر ہے کہ جہاں جہاں بھی یہ کتاب پہنچی ہے لوگوں نے کہا ایسی عظیم الشان کتاب اب تک کیوں ہمیں نہیں دکھائی گئی۔

حضور نے فرمایا ابھی تک تمام دُنیا کی جماعتوں سے کتاب دینے کے بعد ان کے رابطوں کی رپورٹیں نہیں آ رہی ہیں یہ بہت عظیم نعمت ہے جو ہمیں عطا فرمائی گئی ہے۔ حضور نے فرمایا اس کتاب کا چیلنج آج بھی زندہ ہے پس اس کتاب سے پورا استفادہ کریں اپنے بچوں کو اس کتاب کے مضامین سمجھائیں حضور نے فرمایا اس کتاب پر چھوٹے چھوٹے مذاکرات اپنے گھروں میں بھی کرایا کریں۔ حضور نے فرمایا مَیں اُمید کرتا ہوں کہ اس مضمون کے ذریعے اس صدی میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ◆

خطبہ جمعہ

ہر احمدی مسلمان کو بد دیانتی کے خلاف مستعد ہو جانا چاہیئے۔

ایسی جماعت جو خدا کی خاطر تقوٰی پر اور دیانت پر قائم ہو اس کے اموال میں لازماً برکت دی جاتی ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۲۰ تبوک ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم.
﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۵﴾

(سورہ الزمر: ۵۴-۵۵)

یہ آیات کریمہ جو سورہ الزمر کی نمبر ۵۴ اور نمبر ۵۵ آیتیں ہیں۔ (ان کا ترجمہ پیش کرنے سے پہلے میں گذشتہ خطبے میں جو آیت تلاوت کی گئی تھی اس کے حوالے کی درستی کا اعلان کرنا چاہتا ہوں وہ سورہ یونس کی آیت پچیس تھی لیکن لکھنے والے نے غلطی سے سورہ الرعد لکھ دیا تھا تو میں نے بھی جو لکھا تھا وہی پڑھ کے سنا دیا۔ آیت تو وہی تھی مگر صرف سورۃ کا حوالہ تھا آیت کا نمبر بھی وہی ہے یعنی پچیس نمبر مگر رعد کی بجائے اس کو یونس سمجھیں اب۔ یعنی جس نے بھی حوالہ دیکھنا ہو وہ یونس میں سے حوالہ دیکھے)

یہ دو آیتیں جو تلاوت کی ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے "قل یعبادی الذین اسرفو" تو ان سے کہہ دے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا "اسرفوا علی انفسھم" اپنی جانوں کے مفاد کے خلاف اعمال کئے ہیں یہ مراد ہے جانوں پر ظلم کیا ہے۔ "لاتقنطوا من رحمۃ اللہ" اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو "ان اللہ یغفرالذنوب جمیعاً" اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو، تمام تر گناہوں کو بخشتا ہے، بخش سکتا ہے اگر وہ چاہے۔ "انہ ھو الغفور الرحیم" اگر وہ چاہے، کہ الفاظ یہاں نہیں ہیں۔ مگر دوسری جگہ جہاں بھی یہ مضمون آیا ہے اگر وہ چاہے کہ الفاظ ہیں تو اس لئے وہ اس مضمون میں شامل ہیں اس لئے میں نے وہ لفظ پڑھے ہیں مگر لفظی ترجمے میں نہیں ہیں۔ لفظی ترجمہ صرف اتنا ہوگا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تمام تر گناہوں کو بخش دیتا ہے "انہ ھو الغفور الرحیم" یقیناً وہی ہے جو بہت زیادہ بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔ "و انیبوآ الی ربکم و اسلموا لہ من قبل ان یا تیکم العذاب" اور اپنے رب کی طرف جھکو "و اسلموا" اور اس کی فرمانبرداری اختیار کرو "من قبل ان یاتیکم العذاب" پیشتر اس کے کہ تمہارے پاس عذاب آ جائے "ثم لا تنصرون" پھر تم مدد نہیں دیئے جاؤ گے۔

تو یہ جو آیت ہے خدا تعالیٰ کی غیر معمولی بخشش اور بے انتہا بخشش کا مضمون پیش کر رہی ہے اس کے ساتھ ایک تنبیہہ بھی فرما رہی ہے۔ اگر انسان اس خیال سے کہ خدا ہر گناہ بخش سکتا ہے بخش دے گا، گناہوں میں دلیر ہوتا رہے اور آگے بڑھتا رہے تو پھر عین ممکن ہے کہ اس کی موت ایسے وقت میں آئے جب کہ خدا کی ناراضگی کا اظہار اس دنیا میں اس سے شروع ہو چکا ہو اور جب پکڑ کا وقت آ جائے پھر کوئی بخشش نہیں ہے۔ تبھی فرعون نے جب آخری ڈوبتے ہوئے ایمان کا اقرار کیا، موسیٰ کے اور ہارون کے خدا پر ایمان لانے کا اقرار کیا اور بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "آلآن" یعنی بچانے کا ذکر کیا کہ مجھے بچا لے اب کون سا وقت ہے اور پھر پکڑ آ گئی۔

پس یاد رکھنے کی بات ہے کہ ان دو انتہاؤں کے درمیان جو راہ اختیار کرنی ہے یہی دراصل وہ راہ ہے جسے پل صراط کہا جاتا ہے۔ ایک طرف یہ کامل یقین کہ خدا گناہ بخش سکتا ہے انسان کو مایوسی سے بچاتا ہے جو اپنی ذات میں ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ جب بھی نصیحت آموز خطبات دیتا ہوں تو بعض احمدیوں کی طرف سے دنیا کے مختلف ممالک سے بڑی سخت پریشانی کا اظہار آتا ہے کہ ہم تو فلاں چیز میں ڈوبے ہوئے ہیں ہم نے اب کہاں بخشے جانا ہے یعنی توجہ پیدا ہوتی ہے گناہوں سے توبہ کی مگر سمجھتے ہیں کہ اب ہمارا بخشش کا زمانہ گزر چکا ہے۔ یہ اپنی ذات میں ایک کفر ہے اور خدا تعالیٰ کی عظمت شان کے خلاف ایک گستاخانہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بدظنی کے طور پر بیان فرماتے ہیں کہ اپنے رب پر بدظنی نہ کرو۔ بندوں پر بدظنی بھی بڑا گناہ ہے مگر رب پر بدظنی بہت ہی بڑا گناہ ہے اور یہ جو بدظنی ہے یہ گناہوں سے باز آنے میں مدد نہیں دیتی بلکہ گناہوں میں آگے بڑھا دیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جو عبارت میں نے اس مضمون کی تائید میں رکھی ہے وہ میں پڑھوں گا تو آپکو سمجھ آ جائے گی کہ اگر انسان مایوس ہو جائے کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا پھر اور گناہ کرتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ وہ شخص جس نے ننانوے قتل کئے تھے اور وہ جگہ جگہ پھرتا تھا یہ سوال لئے ہوئے کہ کیا میں بخشا جا سکتا ہوں اور کیسے بخشا جا سکتا ہوں تو ہر طرف سے جب مایوسی ہوئی اور ایک بہت بڑے بزرگ جس پر اس کی توقع تھی کہ وہ تو ضرور میری صحیح راہنمائی کریں گے انہوں نے کہا کہ نہیں کوئی رستہ نہیں ہے۔ اس نے کہا پھر جہاں ننانوے وہاں سو بھی ہو جائیں پورے تو اسی کو قتل کر دیا۔ تو اب یہ دیکھیں کہ بعض دفعہ مایوسی گناہ کو بڑھانے میں مددگار ہو جاتی ہے اور انسان کو زیادہ جرات بخش دیتی ہے کہ اب جو کچھ ہو چکا، ہو چکا پھر سب کچھ صحیح ہے۔

اور وہ لوگ جن کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "احاطت بہ خطیئتہ" کہ ایسا شخص جس کو اس کی برائی نے گھیرے میں لے لیا ہو وہ ایسے ہی لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اب تو ہم گھیرے میں آ چکے ہیں اب بچ نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہے تو پھر پڑے رہو اسی میں آگے بڑھتے رہو اور اکثر گناہوں میں جو شدت اختیار ہوتی ہے وہ خدا کے فضل سے مایوسی کے نتیجے میں ہوتی ہے۔ پس یہ آیت گناہوں پر انگیخت کے لئے نہیں بلکہ گناہوں سے بچنے کے لئے امید پیدا کرنے کے لئے ہے۔ ابھی بھی وقت ہے تم واپس لوٹ سکتے ہو، ابھی بھی وقت ہے تم واپس لوٹ سکتے ہو، ابھی بھی وقت ہے تم واپس لوٹ سکتے ہو کوئی تمہارے ایسے گناہ نہیں ہیں جن کو خدا بخش نہ سکتا ہو۔

پس یہ بہت ہی عظیم اظہار ہے اللہ تعالیٰ کی بخشش کا جو گنہگاروں کے لئے سب سے بڑا سہارا ہے۔ اگر وہ اس سہارے کا مضمون سمجھیں اگر واپسی کی تلاش شروع کریں اگر ان کے نفس کی پشیمانی بڑھنے لگے اگر وہ توبہ کی طرف مائل ہوں تو یہ آیت گنہگاروں کا سب سے بڑا سہارا ہے۔ لیکن اگر یہ کہیں کہ خدا نے تو بخشنا ہی نہیں اب تو ہم بہت آگے گزر گئے ہیں اور اس کے نتیجے میں گناہوں میں آگے بڑھیں تو پھر ان کے لئے اس آیت کا اگلا حصہ ہے جو اطلاق پاتا ہے "و انیبوآ الی ربکم و اسلموا لہ من قبل ان یا تیکم العذاب" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ہے تو بہت بخشنے والا لیکن اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھک جاؤ اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دو۔ "اسلموا" میں فرمانبرداری بھی ہے اور سپردگی بھی ہے۔ اس کے سپرد کر دو اپنے آپ کو، اس پر پھینک دو کہ اب تو تو نے ہی جو کچھ کرنا ہے، کرنا ہے ہم سے تو یہ داغ مٹتے نہیں اور "اسلموا" میں پھر دعا کا مضمون داخل ہو جاتا ہے۔ جب آپ کسی کے سپرد اپنے آپ کو کر دیں تمام توکل اس پر کریں تو ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اب تو تیرے سوا کوئی سہارا رہا ہی نہیں ہم نے اپنا سارا وجود تیرے حوالے کر دیا اس لئے تو مددگار ہو جا۔ پس "اسلموا" کے نتیجے میں جو عاجزانہ دعائیں اٹھتی ہیں وہ بخشش کے لئے اور گناہوں سے بچنے کے لئے بہت ہی مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

فرمایا یہ کرلو "من قبل ان یا تیکم العذاب" اس وقت سے پہلے کہ عذاب آ جائے۔ جب عذاب آ جائے گا تو پھر بچ نکلنے کا، پھر بخشش کا کوئی وقت باقی نہیں رہے گا "ثم لا تنصرون" پھر تم کسی طرف سے مدد نہ دیئے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ پھر اللہ تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ "ثم لا تنصرون" جب پکڑ کا وقت آئے گا تو پھر کوئی بھی تمہارا مددگار نہیں ہوگا۔ جب اللہ مددگار نہیں ہوگا تو کسی اور کو بھی توفیق نہیں ہوگی کہ وہ تمہاری مدد کر سکے۔ اور "تنصرون" میں وہ دعا والا مضمون بھی ظاہر ہو گیا جس کی طرف میں نے "اسلموا" کے حوالے سے اشارہ کیا تھا۔ "اسلموا" میں جو سپردگی ہے اس کے ساتھ دعا کا ایک لازمی تعلق ہے اور "تنصرون" کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں جو گناہوں سے توبہ کی توفیق ملے گی اللہ کی مدد کے بغیر نہیں مل سکتی۔ اگر عذاب سے پہلے پہلے توبہ کرو گے تو اللہ کی مدد تمہیں نصیب ہوگی اور وہ مدد ہی ہے جس کی وجہ سے تم گناہوں سے نجات پا سکتے ہو۔ اگر وہ مدد نہ آئی اور تم نے مدد نہ مانگی یعنی تم نے اس کی طرف توجہ ہی نہ کی اور پکڑ کا وقت آ گیا تو پھر نہ خدا کی طرف سے کوئی مدد اترے گی نہ دنیا کا کوئی بچانے والا تمہیں بچا سکے گا۔ اس لئے بہت ہی اہم اور گہرا مضمون ہے اور جو نفس کی تربیت کا مسئلہ ہے یہ ایک نہایت سنگین مسئلہ ہے۔ شاذ ہیں جو معصوم ہیں یعنی انبیاء علیہم

السلام باقی سب کسی نہ کسی پہلو سے غیر محفوظ رہتے ہیں اور جب تک دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے سہارے تلاش نہ کریں اور اس کی پناگاہ کی طرف ان کی نظر نہ رہے اور جب وہ یہ کہیں "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" تو اس کی پناگاہ پر نظر ہو پھر دعا کریں ورنہ مونہہ سے کی ہوئی دعا کے کوئی بھی معنے نہیں بنتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں تمہارے مونہہ کی باتوں سے خدا خوش نہیں ہو سکتا۔ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ تو میں نے جو پناگاہ پر نظر کا محاورہ استعمال کیا ہے یہ ایک اہم بات ہے جو اب سمجھانا چاہتا ہوں۔ اللہ پناگاہ ہے اور جب آپ کہتے ہیں کہ ہم شیطان سے تیری پناہ میں آتے ہیں اور تیری پناہ مانگتے ہیں تو ہر گناہ کے مقابل پر ایک پناگاہ ہوا کرتی ہے اور ہر گنہگار جو اپنے گناہ کو جانتا ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس گناہ کی پناگاہ کیا ہے۔ پس جب وہ اس پناگاہ پر نظر رکھے گا، کسی خاص گناہ کے حوالے سے جانے گا کہ اس حفاظت میں آؤں گا تو میں بچوں گا تو اس کی دعا معنی خیز ہو جائے گی وہ صرف مونہہ کی باتیں نہیں رہیں گی۔ پھر جب وہ کہے گا "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" تو شیطان رجیم کے ان خطرات سے وہ پناہ میں آئے گا جو اس کے ذہن میں حاضر ہوں گے۔ وہ جانتا ہوگا کہ ان سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کی یہ رحمت نازل ہو تو پھر میں اس سے بچ سکتا ہوں اور اس کے نتیجے میں ایک اور مضمون بھی انسان کے ذہن پر روشن ہوتا ہے جو قرآن کریم کی ان ہدایات سے تعلق رکھتا ہے جو ہر گناہ سے بچنے کے تعلق میں ہیں۔

اگر انسان کا ضمیر گندہ نہ ہو تو ہر قسم کے حالات میں وہ پاک زندگی بسر کر سکتا ہے۔

پس دعا کے ساتھ انسان کو عرفان نصیب ہونا چاہئے۔ دعا کے ساتھ انسان کا ذہن زیادہ روشن ہونا چاہئے اور وہ روشنی اس طرح ملتی ہے آپ کہتے ہیں اے خدا، فلاں گناہ ہے میں تو تیرے میں آگیا مجھے معاف کر دے مجھے بچا لے۔ لیکن پھر کیسے خدا بچایا کرتا ہے ان گناہوں سے۔ قرآن کریم میں جو انبیاء کے اور ان کی قوموں کے حالات ذکر ہیں ان گنہگاروں کے اور ان کے بچنے کے حالات مذکور ہیں وہ ساری معین پناہ گاہیں ہیں جن میں آپ پناہ ڈھونڈ سکتے ہیں۔ دیکھیں حضرت یوسفؑ نے بھی ایک دعا کی تھی اور عجیب دعا ہے کہ جیل خانے کو پناہ گاہ سمجھا۔ اور اے خدا میں ان کے شر سے بچنے کی تیری مدد کے بغیر طاقت نہیں رکھتا۔ جو میرا ذہن کام کرتا ہے وہ تو یہ ہے کہ اگر جیل خانے جانا پڑے اس بدی سے بچنے کے لئے تو میں تجھ سے یہی مانگتا ہوں۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ ان عورتوں کا مکر اتنا شدید تھا اور ان کی جو دنیاوی کشش تھی وہ اتنی فتنہ پرداز تھی کہ ایک نبی نے جب ... نگی ہے تو پناہ گاہ کا تصور سامنے رکھ کر دعا مانگی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے تجربے سے معلوم ہو چکا تھا کہ ان شیطانوں سے بچ نکلنے کی نہ مجھ میں طاقت ہے اگر خدا مدد نہ کرے اور نہ ان حالات میں مجھے کوئی پناہ گاہ نظر آ رہی ہے سوائے اس کے کہ میں جیل میں چلا جاؤں۔ پس جیل سے بچنے کی دعا نہیں مانگی تھی جب ان کے فتنے سے دعا مانگی کہ خدا ہمیں بچا لے تو بعض لوگ اس کے بعد جب پڑھتے ہیں کہ اس کے باوجود جیل میں چلے گئے اور فتنہ ناکام نہ ہوا تو وہ فتنہ جیل بھیجنے کا فتنہ نہیں تھا۔ فتنہ جیل سے باہر رکھ کر گناہوں میں قید کرنے کا فتنہ تھا۔ اس قید پر جو گناہوں کی قید تھی آپ نے مادی قید کو ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کی تائید فرما دی۔ اگر خدا تعالیٰ سمجھتا کہ اس نبی کو علم نہیں ہے یہ دعا اس کو نہیں کرنی چاہئے تھی تو اللہ تعالیٰ دوسرا مضمون سمجھا دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فیصلہ فرمایا کہ ہاں جیل ہی میں جانا بہتر ہے لیکن اس پناہ گاہ کے ساتھ جو اور بہت سی رحمتیں وابستہ تھیں وہ ساری عطا کر دیں۔

اس لئے جب میں پناہ گاہ کی بات کرتا ہوں کہ اس کو معین کرو تو اس لحاظ سے کہ وہ ایک حقیقی دعا بنے گی پھر معین ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ جان لے گا کہ تمہارے دل میں کتنا خلوص ہے۔ کس حد تک تم ان گناہوں سے بچنے کے خواہاں ہو۔ پھر جو مشکل قربانیاں دکھائی دیتی ہیں نہ صرف یہ کہ وہ آسان ہو جائیں گی بلکہ ان کے اندر بے شمار اور رحمتیں اور برکتیں رکھ دی جائیں گی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ یہ کہہ سکتا تھا کہ جیل میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں میں تمہیں ویسے بچا لوں گا۔ مگر جیل کی قربانی کو قبول کرنے میں جیسی کتنی لامتناہی حکمتیں تھیں۔ ایک مثلاً یہ کہ سات سال تک جس قحط کے عذاب میں مصر نے مبتلا ہونا تھا اور گرد و پیش کے تمام ممالک نے بھی بھوکے مرنا تھا۔ اس ابتلاء سے یوسف کی قید نے بچایا ہے۔ باہر رکھ کر اللہ تعالیٰ اگر بچانے کے سامان کرتا تو یہ واقعہ پیدا ہوا ہے جس میں جیل بہانہ بنی ہے۔ بادشاہ کی رؤیا کا حضرت یوسفؑ تک پہنچنا یہ ممکن نہیں تھا عام حالات میں کون عزیز مصر کے پاس بادشاہ کا یہ پیغام لے کے جاتا کہ اس رؤیا کی تعبیر بتاؤ

درخواست دعا۔ خاکسار کے والدین کی صحت تندرستی درازی عمر اور بہن بھائیوں کی دینی و دنیاوی ترقی اور خاکسار کے کاروبار میں برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۱۰۰ روپے) (مبارک احمد نقوی)

پس خدا تعالیٰ کی جو حکمتیں ہیں وہ بہت ہی عظیم اور حیرت انگیز ہیں انسانی عقل کی رسائی وہاں ہو ہی نہیں سکتی جب تک ان حکمتوں کو ہم رونما ہوتے نہ دیکھ لیں۔ پس دیکھو کتنا بڑا انعام ہوا ہے یوسف کی قربانی کا، اس دعا کا، وہ نہایت ہی خوف ناک پناہ گاہ جو اپنے لئے مانگی ہے چونکہ اخلاص سے مانگی گئی تھی وہ دعا قبول کی گئی اور اس کے ساتھ ایسی برکتیں رکھ دی گئیں کہ وہ جیل کے چند تنہائی کے سال ان برکتوں کے مقابل کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ اور یہ جو حضرت یوسف کی پناہ گاہ تھی غور کریں یہ ساری دنیا کی پناہ گاہ بن گئی۔ دور دور سے جو پناہ ڈھونڈتے ہوئے آتے تھے وہ حضرت یوسفؑ کی اس پناہ گاہ کی برکت سے آتے تھے، اس کے صدقے سے آتے تھے اور اپنے بھائی آئے اور اپنے باپ سے ملاقات ہوئی یہ سارے جو خدا تعالیٰ نے انعامات وابستہ فرمائے یہ اسی گناہ سے بچنے کی پناہ گاہ تھی اس کے سوا اور کوئی بات نہیں تھی۔ وہ بچپن کی رؤیا پوری ہوئی، چاند ستاروں نے سجدہ کیا یعنی اطاعت میں آگئے۔

یہ دیکھیں کتنے عظیم الشان فوائد ہیں جو ایک مخلصانہ دعا سے وابستہ ہوتے ہیں۔ بظاہر انسان سمجھتا ہے سرسری مطالعہ کرنے والا کہ اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت تھی یوسفؑ کو اس مصیبت میں ڈالتا وہیں دعا قبول کر لیتا۔ مگر چونکہ برکتیں بہت تھیں اور یہ بتانا تھا کہ خدا کی خاطر جو سختی کی پناہ گاہ ڈھونڈتے ہو وہ لوگوں کے لئے آرام کی پناہ گاہ بنے گی اور کثرت سے لاکھوں لوگ اور بڑی بڑی قومیں اس سے فائدہ اٹھائیں گی اور لمبے عرصے تک اس کی برکتیں پھیلتی چلی جائیں گی۔ پھر حضرت یوسفؑ کے بھائی آئے وہاں ان کے ساتھ رہے اس کے نتیجے میں حضرت یوسفؑ کی قوم کو پھر اس بادشاہ، وہ بادشاہ فرعون نہیں تھا بلکہ باہر کے آئے ہوئے بادشاہ تھے، ان کے علاقے میں دیر تک بنی اسرائیل کو وہ سارے حقوق ملے اس سے پہلے جن سے وہ محروم تھے اور بنی اسرائیل پھر مصر میں جو آباد ہوئے ہیں تو اسی کی برکت سے آباد ہوئے ہیں۔

اور جب اس قوم نے خدا کو بھلا دیا جو حضرت یوسفؑ کی دعا اور قربانی کے نتیجے میں اس پناہ گاہ تک پہنچی تھی تو وہ پناہ گاہ نہ رہی بلکہ اس پناہ گاہ سے لوگ پناہیں مانگنے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے ساتھیوں نے دعائیں کیں کہ اے خدا ہمیں اس پناہ گاہ سے نجات بخش، ہمیں نکال دے اس سے۔ اور ایک وہ بھی ہے جب اس پناہ گاہ سے رہائی نصیب ہوئی ہے جس کو لوگوں کے اپنے اعمال نے گندا کر دیا تھا۔ تو قرآن کریم نے جو قصص بیان فرمائے ہیں وہ سلسلہ بہ سلسلہ گہری حکمتوں کے راز رکھتے ہیں اور وہ عقلوں کو روشن کرتے ہیں اور انسانی، مذہبی تاریخ کو سمجھنے کی توفیق عطا کرتے ہیں تو ان باتوں پر غور کرو۔ میں یہ مضمون اس لئے کھول رہا ہوں کہ میں نے عمداً ایک لفظ استعمال کیا آپ کو سمجھانے کے لئے اگر میں یہ باتیں نہ بتاتا تو آپ کو سمجھ نہ آتی کہ کیوں کہہ رہا ہوں کہ پناہ گاہ کو معین کرو۔

تم جانتے ہو کہ بعض گناہوں سے بچنے کی کیا راہ ہے جو تم اختیار کر سکتے تھے اگر تم سوچتے، غور کرتے۔ تمہیں طاقت نہیں ہے وہ راہ تو ہے۔ ہر انسان جانتا ہے اگر یہ ہو جائے تو پھر میں بچ سکتا ہوں تو اس کو معین کرو اور پھر خدا سے یہ دعا مانگو کہ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس گناہ سے، اس کمزوری سے، اس لغزش سے، اس بدعادت سے، اس بدخلقی سے اور میں جانتا ہوں کہ میں ... ں میں نہیں کہ میں یہ

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTED PRODUCT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NTR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P)LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM
- 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES &
WOODEN FURNITURE

ارشاد نبوی
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
— (منجانب) —
اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹو لین کلکتہ - 700001
فون نمبرز۔
2430794·2481652·248522

حل کر سکوں مگر میں جانتا ہوں کہ حل ہے کیا اور ہر انسان پر روشن ہوتا ہے وہ حل۔ اور اگر نہ ہو تو پھر منجملہ یہ دعا کر سکتا ہے کہ تو بہتر جانتا ہے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ ہر گناہ گار، ہر کمزور، ہر مصیبت میں پھنسا ہوا انسان اس کے حل سے واقف ضرور ہوتا ہے کہ اگر یہ ہو تو پھر میں بچ سکتا ہوں تو اسے معین رکھ کر پھر دعائیں کریں پھر اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے گا اور اس وقت سے پہلے جو اس کی پکڑ کا وقت ہے وہ ضرور آپ کو بچا لے گا۔ یہ وعدہ جو ہے پکڑ کا وقت اس میں ایک ایسا لفظ ہے جو بڑا ہی ڈرانے والا لفظ ہے یا ڈرانے والا محاورہ ہے کیونکہ ہمیں پتہ نہیں پکڑ کا وقت کب آ جاتا ہے۔ اس میں دو پیغام ہیں ایک تو یہ کہ زیادہ دیر لٹکاؤ نہ بات کو کیونکہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے یہ فیصلہ کہ کب پکڑ کا وقت شروع ہوتا ہے میں اس سے پہلے پہلے بچ جاؤں۔ بعض دفعہ لوگ دریاؤں میں بہتے ہیں جو بعد میں آبشاروں میں تبدیل ہو جایا کرتے ہیں ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ آگے آبشار آنے والی ہے اور جب وہ پانی تیز ہو جاتا ہے اور اس وقت محسوس ہوتا ہے کہ وہ تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں اس وقت وہ وقت ہاتھ سے گزر چکا ہوتا ہے پھر جتنے مرضی چپو ماریں ناممکن ہے کہ اس بہاؤ کی طاقت کے برخلاف چل سکیں۔ تو اچانک آتا ہے اور اس وقت تدبیر کا وقت گزر جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا کے ابتلاؤں اور آزمائشوں اور گناہوں کا حال ہے کہ جب وہ وقت آئے گا تو آپ کے بس میں نہیں ہوگا آپ کے علم میں نہیں ہوگا کہ کب کیسے آنا ہے اس لئے اس میں بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کی ضرورت ہے۔

جو خلوص سے دعائیں مانگنے والا ہے اللہ تعالیٰ کبھی اسکو اچانک نہیں پکڑتا۔

اور اگر آپ کسی معین بچنے کی جگہ کا تصور باندھنے کے بعد پھر دعائیں کریں گے تو یہ سب سے بڑی ضمانت ہے اس بات کی کہ آپ اچانک پکڑے نہ جائیں گے کیونکہ جو خلوص سے دعائیں مانگنے والا ہے اللہ تعالیٰ کبھی اس کو اچانک نہیں پکڑتا اگر اس کی کمزوری لمبی ہو رہی ہے تو اس کو وہ مہلت دیتا ہے جس سے رفتہ رفتہ وہ کمزوری سے بچ نکلنے کی طاقت حاصل کر لیتا ہے یا جانتا ہے کہ کچھ نہ کچھ گناہوں کے کنارے بھرنے لگے ہیں۔ میں آگے نہیں بڑھ رہا گناہوں سے پیچھے ہٹ رہا ہوں، میں مزید شکنجے میں نہیں آ رہا بلکہ کچھ نہ کچھ آزادی حاصل کر رہا ہوں۔ یہ کچھ نہ کچھ کا جو مضمون ہے یہ خدا کے غضب سے بچانے کے لحاظ سے بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر فوری طور پر آپ نجات نہ بھی حاصل کر سکتے ہوں اگر کامل یقین کے ساتھ معین دعا کریں اور پھر اس کے لئے کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے مخلص کو پکڑا نہیں کرتا یا اس کی مہلت کو کاٹ نہیں دیا کرتا جو واقعتاً اس کی طرف بڑھ رہا ہو۔ اور پھر وہ مضمون جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اسی مغفرت کے تعلق میں ہمیں سمجھایا ہے کہ پھر اگر وہ بدیوں سے بچ نہ بھی سکا ہو اگر بچ رہا ہو اور اس حالت میں بھی جان نکل جائے تب بھی خدا تعالیٰ کی بخشش اس پہ غالب آ جائے گی۔

تو یہ وہ اللہ ہے یہ وہ ہمارا رب ہے جس سے ہمارا معاملہ ہے اور اس نے اس معاملے کی ساری راہیں کھول کھول کر آسان کر کر کے ہمیں سمجھا دی ہیں۔ اگر اس کے باوجود ہم ان سے استفادہ نہ کریں تو بہت بڑا نقصان ہے اور بہت بڑی حماقت ہے۔ پس ایک یہ بات ہے جس کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور دوسرے اس کے اور بھی پہلو ہیں جن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روشنی ڈالی ہے۔ اب میں آپؑ کے الفاظ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کو یہ سمجھ آئے کہ اس جد و جہد میں جو بہت ہی بڑا جہاد ہے نفس کا اس میں ہمیں کیا کچھ کرنا چاہئے، کن چیزوں سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ ہمارے سامنے ایک عالمی جہاد درپیش ہے۔ وہی ہے جو ہمیشہ مجھے پریشان رکھتا ہے کہ اتنی بڑی قوموں کو ہم نے دعوتیں دیدی ہیں اور خدا تعالیٰ بھی اس کثرت سے ہمیں وہ قومیں عطا فرما رہا ہے کہ اب ایک فوج کا سوال نہیں فوج در فوج، ARMIES پر ARMIES آ رہی ہیں اور ان کو سنبھالنا ہے۔ ان کو سنبھالیں گے کیسے اگر اپنی کمزوریوں کا یہ حال ہو کہ ان سے تو ہم نپٹ نہیں سکتے ان سے نجات نہیں حاصل کر سکتے اگلوں کو کیسے بچائیں گے۔

یہ وہ مضمون ہے جس کے پیش نظر میں نے یہ تمہید باندھی اور اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالوں سے آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ ہم پر کیا کیا ذمہ داریاں ہیں۔ ہمیں کیا کچھ کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "کشتی نوح" میں جو زبان استعمال فرمائی ہے یعنی جو محاورے استعمال فرمائے ہیں ان کو پڑھ کے تو لگتا ہے کہ کوئی بچ ہی نہیں سکتا کیونکہ آپؑ نے دوسرے کنارے بتائے ہیں ایک کنارہ ہے بخشش والا وہ بہت وسیع ہے لیکن جہاں پہنچ کر انسان گر جاتا ہے وہ بھی تو ایک کنارہ ہے۔ اس کنارے پر کھڑا ہو کر کوئی آدمی بتا رہا ہو کہ یہ دیکھو اس قسم کی کھڈ ہے، یہاں پہنچے تو تم گئے، یہ قدم نہ اٹھا بیٹھنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان احتمالات کے پیش نظر کہ کوئی بھی آپ کی جماعت میں داخل ہونے والا ضائع نہ ہو جائے، کوئی بھی اس PASSIFUS پر جو چٹان کا کنارہ ہے قدم نہ رکھے جہاں سے گرنے کے بعد پھر واپسی کا کوئی رستہ نہیں رہا کرتا۔

تو فرماتے ہیں یہ بھی میری جماعت میں نہیں ہے، وہ بھی میری جماعت میں نہیں ہے، وہ بھی میری جماعت میں نہیں ہے اور جماعت میں نہ ہونے والے کی جو کمزوریاں ظاہر کی ہیں ان کو پڑھتے ہوئے بعض دوست کہتے ہیں مجھ سے ذکر بھی کیا کہ ہماری تو جان نکل جاتی ہے ڈر کے مارے جب "کشتی نوح" اٹھاتے ہیں، پڑھی ہی نہیں جاتی۔ کیونکہ ہر بات پہ لگتا ہے کہ ہم جماعت سے نکل گئے۔ کوئی بھی ایسی ہدایت نہیں ہے جس پہ ہم یقین سے کہہ سکیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں داخل ہیں۔ تو یاد رکھیں وہاں جماعت میں داخل سے مراد وہ حصار ہے جس کے بعد خدا کی پناہ میں انسان آ جاتا ہے اور ناممکن ہے کہ اس کو کوئی نقصان پہنچ سکے۔ پس جب یہ کہتے ہیں کہ میری جماعت میں نہیں ہے تو اس چار دیواری کی بات کر رہے ہیں جس کے متعلق اللہ نے خوش خبری دی تھی کہ جو تیری چار دیواری میں ہے اس کو کوئی گزند نہیں پہنچ سکتا۔ ناممکن ہے کہ اسے کوئی شیطان، شیطانی وسوسہ یا شیطانی کوششیں نقصان پہنچا سکیں تو ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ جماعت کے اس دائرے سے بھی نکال کے پھینکا جا رہا ہے جو جدوجہد کا دائرہ ہے، جو اس دار کی طرف رخ کئے ہوئے ہے جس دار میں آخری پناہ مل جاتی ہے۔ چنانچہ یہ جو عبارت ہے یہ اسی تشریح کی تائید میں ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں گناہوں کی بھی ایک حد ہوا کرتی ہے حد سے تجاوز نہ کرنا۔ اگر حدوں کے اندر رہو گے تو عیش و عشرت میں بھی بخشش ہو سکتی ہے۔ اگر ظلم کرتے ہو لیکن حد سے آگے نہیں بڑھتے، اگر غریبوں سے بے پرواہ ہو مگر کچھ پرواہ ضرور رکھتے ہو تو یہ وہ سارے رستے ہیں جن سے تمہیں مغفرت کی طرف راہ مل سکتی ہے اور میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ دوسری طرف حد سے تجاوز نہ کر جانا۔ پس یہ دوسرا کنارہ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں جس سے واپسی ممکن ہے۔ اگر آپ اس سے آگے نہیں جائیں گے تو واپسی ممکن ہوتی ہے اور اس آیت کا اطلاق اس مضمون پر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ بخش سکتا ہے، ہر چیز بخش بھی دیتا ہے لیکن ایسے حد سے نہ بڑھ جانا کہ پھر تم پر عذاب آ جائے اور پھر عذاب آنے کے بعد تم اس کی زد سے نکل نہ سکو۔ فرماتے ہیں "حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے" (روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۱۷)۔ "حد سے زیادہ عیاشی" یہ کیا چیز ہے حد سے زیادہ عیاشی۔ عیاشی کا ایک معنیٰ تو ہے جو تن آسانی کی زندگی بسر کرتے ہوئے آرام کی راہیں تلاش کرنا اور ان میں ڈوبے رہنا اور مزید کی ہوس باقی رکھنا کہ جس حد تک بھی ممکن ہے ہم دنیا میں وہ سارے آرام اور عیش حاصل کر سکیں جن کی انسان تمنا کر سکتا ہے۔ اس آرزو کو لے کر جو صاحب حیثیت اور امیر لوگ آگے بڑھتے ہیں۔ پھر وہ آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ پھر وہ دنیا کے مصائب اور مسائل اور تکلیفوں سے اس وقت تک ناواقف رہتے ہیں جب وہ تکلیفیں ان پر جب تک پڑ نہ جائیں اور آخر پڑ جایا کرتی ہیں۔ تو وہ عذاب والا مضمون جب تک ظاہر نہ ہو ان کو ہوش ہی نہیں آتی۔ وہ عیش و عشرت میں آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ تو وہ عیاشی حد سے زیادہ اور

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 ☎ 26-3287

طالب دعا:۔ محبوب عالم ابن مرحوم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER
LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081 ☎ 2457153

☎ 543105
STAR CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR - 1 - PIN 208001

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

لغنتی ہے جو توازن نہیں رکھتی جہاں واپسی کے لئے انسان اپنی راہیں کھلی نہیں رکھتا، جب بگٹٹ آگے دوڑا چلا جاتا ہے اور پیچھے مڑ کے نہیں دیکھتا۔ تو فرماتے ہیں یہ عیاشی کی زندگی لغنتی زندگی ہے۔

"حد سے زیادہ بد خلق اور بے مہر ہونا لغنتی زندگی ہے" اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح میں یہ فرمایا کہ جو اپنے بھائی سے ذرا سا بھی تکبر سے پیش آتا ہے ذرا سا بھی بد خلقی سے پیش آتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ یہ اس کی تشریح ہو رہی ہے۔ فرمایا ہے وہ جماعت جو میں کہہ رہا ہوں وہ پاکوں کی وہ جماعت ہے جس کی حفاظت کا خدا نے وعدہ کر دیا ہے۔ اگر تم میرے ہو جاؤ اور میرے گھر والے بن جاؤ تو اس کے لئے یہ یہ صفات تم میں ہونی چاہئیں۔ اب وہ فرما رہے ہیں کہ اگر تمہارے اندر یہ برائیاں اس حد تک قبضہ نہ کریں تو پھر مایوسی کی وجہ کوئی نہیں تم پھر بھی بچ سکتے ہو۔ تو بد خلقی کو پسند تو نہیں فرما رہے۔ حد سے زیادہ بد خلقی کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی اپنی زبان، اپنی روش اور رویے پر کوئی اختیار بھی نہیں پھر رہتا۔ لوگ ایسے بد تمیز ہو جاتے ہیں بعض دفعہ کہ نہ اپنوں سے اخلاق سے پیش آتے ہیں، نہ غیروں سے پیش آتے ہیں، نہ موقع دیکھتے ہیں نہ محل۔ اپنے بچوں سے بھی بد تمیز، اپنی بیویوں سے بھی بد تمیز، اپنے رشتے داروں سے، اپنے بڑوں سے، اپنے چھوٹوں سے اور ناقابل برداشت وجود بن جاتے ہیں۔ فرمایا اگر یہ کروگے تو پھر واپسی نہیں ہوگی۔

دیانت میں بہت سی برکتیں وابستہ ہیں جو فوری بعض دفعہ دکھائی نہیں دیتیں مگر ہوتی ضرور ہیں۔

بد خلقی کے ساتھ اگر شرمندگی کا احساس رہے تو ایسی بد خلقی کو حد سے بڑھی ہوئی بد خلقی نہیں کہا جاسکتا۔ بعض بد خلق میں نے دیکھے ہیں بد خلقی سے پیش آتے ہیں اور بعد میں پھر رو رو کے معافیاں بھی مانگتے ہیں اور بعض جلدی، بعض ذرا دیر میں۔ تو بد خلقی خواہ کتنی ہی بڑھی ہوئی ہو اگر کچھ ندامت کا احساس زندہ رہے، کچھ حیا باقی ہو تو ایسی بد خلقی کو انسان حد سے بڑھی ہوئی بد خلقی نہیں کہہ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تعریف فرمادی کہ حد سے بڑھی ہوئی بد خلقی، آپؑ کے الفاظ ہیں "حد سے زیادہ بد خلق اور بے مہر ہونا لغنتی زندگی ہے"۔ بے مہر ہونے سے مراد پھر یہ ہے کہ انسان کے دل میں جو خدا نے نرمی اور شفقت رکھی ہوتی ہے وہ اٹھ جاتی ہے اور پھر دل ایسا سخت ہو جاتا ہے کہ پھر اس پر خدا تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔

ایک شخص نے اپنی بیٹی کو زندہ درگور کیا جہالت کے زمانے میں اور بڑی دردناک کہانی ہے۔ کس طرح وہ بیٹی پوچھتی رہی کیا ہوگیا، تم مجھ پہ کیوں مٹی ڈال رہے ہو۔ اس نے توجہ نہیں دی۔ بار بار وہ یہ بیان کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہ آواز آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی گئی مٹی میں دبتی چلی گئی۔ میں نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ نظر اٹھا کے دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم زارو قطار رو رہے تھے۔ آنسوؤں کا دریا تھا جو آنکھوں سے بہہ رہا تھا اور یہ فرما رہے تھے کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا اور وہ بد نصیب کیسا بد نصیب تھا جس کی زندگی میں اس کی آخرت کا فیصلہ ہوگیا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ فرماتے ہیں جو بے مہر ہو جائے، جس کے دل سے محبت مٹ جائے بنی نوع انسان سے یا خدا تعالیٰ کی مخلوق سے شفقت کو بھول چکا ہو اس کی پھر کوئی نجات نہیں ہے۔ وہ لغنتی زندگی ہے۔

"حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لغنتی زندگی ہے۔" یعنی خدا یاد ہی نہ رہے اور کروڑوں انسان ایسے ہیں جو مسلمان کہلاتے ہیں اور خدا اپنی عظمت اور اپنی ان صفات کے ساتھ یاد نہیں جو بندوں میں بھی عظمت پیدا کرتی ہے بندوں کی صفات بھی تبدیل کر دیتی ہے۔ اس لئے خدا یاد نہیں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اللہ نہیں کہتے۔ ان میں بعض نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو مسجدوں کو آباد کئے ہوئے ہیں مگر خدا کو نہیں جانتے خدا سے ناواقف ہیں۔ اگر یہ بات درست نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم آخری زمانے کا نقشہ کھینچتے ہوئے یہ کبھی نہ فرماتے "مساجدھم عامرۃ و ھی خراب من الھدیٰ" کہ نمازیں خدا کے ذکر کی یقینی علامت نہیں ہیں۔ یہ خیال دل سے نکال دو کہ تم مسجدیں آباد کئے ہوئے ہو، نمازیں پڑھ رہے ہو اور واقعتاً تم ذکر الٰہی کر رہے ہو۔ اگر دنیا میں ذکر الٰہی کے آثار تم میں ظاہر نہیں ہوتے، دنیا کی زندگی تمہاری ویسی ہی رہتی ہے جیسی پہلے تھی، جیسے مسجد میں داخل ہوئے ویسے مسجد سے باہر نکل آئے۔ تو فرمایا "مساجدھم عامرۃ و ھی خراب من الھدیٰ" آباد تو ہوں گی ان کی مسجدیں اور ہدایت سے بالکل خالی۔ کوئی ہدایت نہیں ہوگی ان میں۔

تو یہ بھی ایک بڑا اہم مضمون ہے کہ خدا یاد ہی نہ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں "حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا" خدا سے لاپرواہ ہونا تو میں نے آپ کو بتا دیا ہے جس کی مثال آپ کے سامنے رکھی ہے۔ اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونے کا حال یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جن کو اپنے بچوں، اپنے قریبی رشتے داروں کے سوا عامۃ الناس دنیا کی مصیبت اور تکلیف کا احساس ہی کوئی نہیں ہوتا۔ وہ بعض بڑے بڑے ریسٹورانٹس میں جہاں مشہور ہیں تکے کباب اور بعض جگہ وہ کہتے ہیں یہاں بریانی اچھی پک رہی ہے یہاں فلاں قورمہ اچھا بن رہا ہے وہاں گزر کے جا رہے ہوتے ہیں اور بعض ایسی بستیوں سے گزر رہے ہوتے ہیں جہاں مفلوک الحال لوگ رہتے ہیں اور ان کے اگر بارش ہو جائے تب بچنے کے سامان نہیں، گرمی بڑھے تب بچنے کے سامان نہیں، سردی بڑھے تب بچنے کے سامان نہیں اور فاقہ کش بچے گلیوں میں گند میں کھیلتے ہیں کبھی احساس نہیں ہوتا کہ یہ بھی خدا کی مخلوق ہے ہم نے ان کے لئے کیا کیا ہے۔

اگر یہ احساس ہو تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یعنی مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر احساس پیدا ہو کچھ نہ کچھ تو انسان ان کی فکر کرے۔ یہ تو نہ ہو کہ بالکل بے نیاز اور بے حس ہو کر ان لوگوں کے پاس سے گزر جاؤ اور تمہیں کبھی خیال ہی نہ آئے کہ تمہارے آرام و آسائش میں ان کا بھی کچھ حق ہے۔ تو فرمایا یہ ایک لغنتی زندگی ہے۔

"ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ" ہر وہ شخص جس کو خدا نے دولت بخشی ہے جس کے حالات بہتر بنائے ہیں فرمایا وہ ویسا ہی خدا کے ہاں پوچھا جائے گا جیسے ایک فقیر جس کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ کیونکہ فقیر کے پاس تو خرچ کرنے کا کچھ ہے ہی نہیں۔ اس پر یہ آزمائش آئی ہی نہیں کہ مصیبت زدگان کو، غریبوں کو دیکھے اور اس کے باوجود اس کا دل سخت رہے مگر امیر پر تو یہ آزمائش روز آتی ہے اور روز بسااوقات بعض امیر اس میں ناکام رہ جاتے ہیں۔ فرمایا پوچھا جائے گا یہ یاد رکھنا کہ تم میں سے ہر ایک پوچھا جائے گا۔

فرماتے ہیں "جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کرکے بکلی خدا سے مونہہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بے باکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے"۔ اب یہ وہ تعریف ہے گئے گزروں کی جو اب ہو رہی ہے۔ جو کشتی نوح کی تعریف تھی وہ نہایت ہی اعلیٰ درجے کے لوگوں کو ان کے مقام سمجھائے جا رہے تھے کہ اس مقام پر ذرا بھی تم نے ٹھوکر کھائی تو اعلیٰ درجے کے لوگوں میں شمار نہیں ہو سکو گے۔ اب یہاں بدترین لوگوں کو بتایا جا رہا ہے کہ بدترین اگر اس حد تک ہو جاؤ گے جیسا کہ ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر تمہاری واپسی نہیں۔ واپسی نہیں کا مضمون لعنت سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ لعنت کا مطلب ہے دوری۔ اور لعنت جب کسی کو کہا جائے کہ لعنت ہے تو ایک تو جذبات کے، غصے کے اظہار کے لئے آپ کہہ دیتے ہیں لعنت۔ مگر انبیاء اور عارف باللہ لوگ لعنت کو ان معنوں میں استعمال نہیں کرتے۔

لعنت کا وہ جو مذہبی مفہوم ہے وہ یہ ہے کہ وہ خدا سے دور چلا گیا اور اتنا دور ہٹ گیا کہ اب وہ واپس نہیں آسکتا اس کو ملعون کہتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام لغنتی زندگی کہہ کر یہ بیان فرما رہے ہیں کہ ان چیزوں میں اگر تم حد سے تجاوز کر گئے تو یاد رکھنا خدا کی تقدیر میں تم لغنتی لکھے جاؤ گے اور پھر تمہاری واپسی کا کوئی امکان باقی نہیں رہے گا۔ فرمایا جو حلال اور حرام کا فرق نہیں کرتا اور حرام کو حلال کی طرح کھاتا ہے۔ اور کتنے ہیں ہمارے مسلمان بھائی جو پاکستان میں ہیں یا باہر ہیں وہ جن کو خدا تعالیٰ نے سب سے زیادہ حلال اور حرام کھول کھول کے بتایا اور دیکھیں کس طرح حرام رزق پر مونہہ مارتے ہیں کہ ادنیٰ سا بھی احساس نہیں ہوتا کہ حرام ہے۔ ذکر ہی کوئی نہیں اس بات کا۔ فرمایا یہ لغنتی زندگی ہے۔ اب جتنے مرضی ان کے خلاف اسلام کے فتوے دیئے جائیں وہ فتوے دینے والے خود بھی اگر حرام پر ایسا مونہہ ماریں جیسے اپنی ماں کے دودھ پر بچہ مونہہ مارتا ہے تو وہ دوسروں کو لعنت سے کیسے بچا سکیں گے؟

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون۔ 649_04524

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر :۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ :۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون۔ 629443

درخواست دُعا:۔ میری ہمشیرہ صاحبہ مکرمہ شکیلہ پروین اور نصیر الدین صاحب امریکہ سے کاروبار میں برکت اور جملہ پریشانیوں کے ازالہ نیز صحت و سلامتی والی لمبی عمر کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں (اعانت بدر ۵۰/۔ روپے)

(عنایت الٰہی خان قادیان)

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR

ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد

وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں

تندرستی ہزار نعمت ہے

M . A SALEEM (BODY BUILDER)
H . NO. 18 - 2- 868/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST - 500253 HYDERABAD (A . P) ☎ 040-219036 INDIA

اور رزق حلال کے متعلق اس لئے اور بھی زیادہ زور کی ضرورت ہے کہ یہ وہ فتنہ ہے جو نیکوں میں بھی داخل ہوتا ہے، نسبتاً آسانی سے داخل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مالی منفعتوں سے اس بنا پر رک جانا کہ خدا کے منشاء کے خلاف ہیں یہ مشکل کام ہے اور کچھ نہ کچھ انسان نفس کے لئے بہانے ڈھونڈ ہی لیتا ہے۔ چنانچہ آج جو ہماری اردو کی سوال و جواب کی مجلس تھی اس میں ایک صاحب نے یہی سوال کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ناممکن ہے کہ ہم تجارت کریں اور بے ایمانی نہ کریں یعنی تجارت کرنا اور حرام کھانا ایک ہی چیز کے دو نام بن گئے ہیں اس لئے اب بتائیں ہم کیا کر سکتے ہیں، مجبور ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بچنے کے لئے یہ عذر تھا کہ جب وہ حرام سے بچ ہی نہیں سکتے تو پھر جو مرضی کریں سب کچھ ٹھیک ہے۔ ان کو میں نے سمجھایا کہ جس دوست نے آپ سے سوال کیا ہے، ان کا اپنا نہیں تھا کسی دوست نے بات کی تھی پاکستان سے آیا تھا اور ان سے ملا تھا، ان کو میں نے سمجھایا کہ دیکھیں اگر انسان کا ضمیر گندہ نہ ہو تو ہر قسم کے حالات میں وہ پاک زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اب یہ درست ہے کہ ایک انسان تجارت میں جتنا بچنے کی کوشش کرے کسی نہ کسی جگہ اسے کچھ تھوڑا سا اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے بعض دفعہ کچھ پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے جسے عامۃ الناس میں لوگ رشوت بھی کہتے ہیں حالانکہ بعض شرائط کے ساتھ وہ رشوت نہیں رہتی۔ مگر اس کے علاوہ اور بعض ایسی باتیں ہیں آپ اپنے دودھ دہی کی دکان کریں، دودھ میں پانی نہ ڈالیں اور اس کے باوجود منافع تھوڑا رکھتے ہوئے بھی آپ گزارہ کریں تو یہ کہہ دینا کہ دودھ میں پانی نہ ڈالیں تو تجارت نہیں چل سکتی کیونکہ سب دنیا دودھ میں پانی ڈالتی ہے یہ ہے ہی غلط۔ کیونکہ دنیا جو پانی ڈالتی ہے اس سے باقی ساری دنیا جو انہی کی دنیا ہے بیزار بھی ہے اور اگر قسمت سے کوئی ایسا دودھ والا مل جائے جس پر آپ کو یقین ہو کہ یہ پانی نہیں ڈالتا تو آپ اس کو دگنی تگنی قیمت دے کر بھی اس سے وہ دودھ لیں گے اس لئے یہ خیال کر لینا کہ ایسے لوگوں کی تجارت چلتی ہی نہیں۔ جھوٹ ہے بالکل۔ بہت سے ایسے تجربے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کی تجارت نہ صرف چلتی ہے بلکہ باقی تجارتوں پہ غالب آ جایا کرتی ہے۔ قادیان میں ایسے فقیرانہ مزاج کے مہاجر تھے جو بڑے عزت والے خاندانوں سے وابستہ، سید زادے اور بعض معزز پٹھان شہزادوں سے تعلق رکھنے والے قادیان آئے دودھ دہی کی دکان کھولی اور اتنا لوگ اڈ اڈ کر آتے تھے کیونکہ ان کی دیانت اور تقویٰ کی وجہ سے وہاں ہر چیز صاف ستھری اور خالص اور اس کے نتیجے میں باقی دکانوں سے زیادہ مزے دار ملتی تھی۔ تو اسی سے انہوں نے پھر جائیدادیں بنائیں، اسی سے ان کی اولادیں بڑی بڑی تعلیمیں حاصل کر کے دنیا میں پھیل گئیں۔

> **جو قومیں بددیانت ہو جائیں وہ ایک دوسرے کا خون پی رہی ہوتی ہیں اور دنیا سے ان کی تجارتیں بےسود اور بےمعنی ہو کے رہ جاتی ہیں اور دنیا ان کو دھتکار دیتی ہے۔**

تو دو طریق سے اللہ تعالیٰ تقویٰ کی زندگی بسر کرنے والوں کی مدد فرماتا ہے ایک تو یہ کہ اگر واقعتاً سچی دیانت ہو تو ایسی تجارتوں میں خدا برکت عطا فرما دیتا ہے اور جو اس تجربے کو جانتے نہیں وہ دور بیٹھے ڈر کر ان باتوں سے ویسے ہی احتراز کر جاتے ہیں، پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور دوسرا آسمان سے لازماً برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ ان کے اموال میں برکتیں پڑتی ہیں۔ ان کے زندگی کے حالات میں، ان کی اولاد میں، ان کی صلاحیتوں میں، اور ان کی دین سے وابستگی اور وفا میں برکتیں پڑتی ہیں اور ایسے بچے پیچھے چھوڑ کے جاتے ہیں جو نسلاً بعد نسلٍ دنیا میں بھی اعلیٰ ترقی حاصل کرتے ہیں اور دین میں بھی وہ آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ تو چھوٹی چھوٹی باتوں میں جو دیانت کی معمولی باتیں ہیں اب دودھ دہی کی دکان کیا ہوئی مگر دیکھو آپ حالات پر نظر ڈال کے دیکھیں ان کی اولادوں کا جائزہ لیں وہ دنیا میں پھیل گئی ہیں۔ وہ بڑی عزت اور عظمت سے یاد کئے جانے والے لوگ ہیں۔ اب ان کا نام آپ کو تاریخ احمدیت میں ملے گا تو آپ کا سر جھکے گا ادب سے اور آپ میں سے اکثر کو شاید پتہ ہی نہ ہو کہ وہ ایک دودھ کی دکان کرنے والا آدمی تھا۔ کچھ کھیر بنانی سیکھ لی، کچھ دہی اچھی بنانی سیکھ لی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے اس کے گھر کو برکتوں سے بھر دیا۔ اب ہمارے ماٹا ہوتے تھے، ان کی اولاد دیکھیں خدا نے کیسی پھیلادی ہے دنیا میں، اور کتنی ان کو برکتیں دی ہیں وہ آلو چنے بیچنے والے تھے بس، مگر تھے دیانتدار۔

تو دیانت میں بہت سی برکتیں وابستہ ہیں جو فوری بعض دفعہ دکھائی نہیں دیتیں مگر ہوتی ضرور ہیں۔ اور یہ سفر اس لئے ضروری ہے کہ انفرادی طور پر برکتوں کی خاطر نہیں خدا کی خاطر جب آپ دیانت اختیار کریں تو برکتیں ضرور ملتی ہیں۔ مگر اگر یہ نہیں کریں گے تو ساری قوم لازماً بددیانت ہو جائے گی۔ اور جو قومیں بددیانت ہو جائیں وہ ایک دوسرے کا خون پی رہی ہوتی ہیں اور دنیا سے ان کی تجارتیں بےسود اور بےمعنی ہو کے رہ جاتی ہیں اور دنیا ان کو دھتکار دیتی ہے۔ اس لئے دن بدن ان کی روپے کی قیمتیں گرتی ہیں ان کے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں ان کی منڈیاں ہاتھ سے نکل جاتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم خوشحال ہیں کیونکہ ہر بے ایمان معاشرے میں وقتی طور پر خاندانوں کو خوشحالی ملتی ہے اور حکومتیں بدحال ہو جاتی ہیں کیونکہ ٹیکس نہیں جاتا ان کو۔ اب ٹیکس کی بات وہاں چلی تھی اسی سوال جواب میں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ یہ میں جانتا ہوں کہ اگر انسان کتنی بھی دیانتداری اختیار کرلے بعض ملکوں میں جب ٹیکس کی جگہ آئے گی تو وہاں ٹیکس والے مجبور کر دیں گے بددیانتی پر۔ اور بددیانتی پر مجبور کریں گے اور ایسے حالات پیدا کر دیں گے کہ یا وہ اپنی جائز آمد سے بہت بڑھ کر ٹیکس ادا کرے اور تجارت کا ایک دم صفایا ہوتا چلا جائے یا پھر بددیانتی میں ملوث ہو جائے۔ میں نے کہا اس سے بھی بچنے کی راہ ہے۔ کیونکہ ایسے لوگ جانتے ہیں کہ جب وہ ایک ٹیکس والے کو پیسے دیتے ہیں تو محض اس لئے نہیں دیتے کہ ان کا جائز ٹیکس لگے وہ پھر اپنا جائز ٹیکس بھی بچاتے ہیں اور ناجائز فائدے اور بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ تو انسان اگر تقویٰ سے بچنا چاہے تو بچ سکتا ہے۔ ان سے کہے کہ تمہارا مونہہ جو بھرنا ہے وہ مجھے بتاؤ اپنے منافع میں سے بھرنا پڑے گا نسبتاً منافع کم ہو جائے مگر اگر دیانتداری پہ قائم رہے اور اپنے منافع سے اس ظالم کا مونہہ بھرتا ہے تو میں جانتا ہوں کہ خدا ایسی تجارت کو بے برکت نہیں کیا کرتا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ غیر معمولی حالات پیدا کر دیتا ہے اور ایسا تاجر بچ جاتا ہے اگر بچنے کی خواہش ہو۔

یہ باتیں میں باہر بیٹھا نہیں کر رہا کہ مجھے تجارت کی دنیا کی خبر نہیں ہے میں دور سے دیکھ کر ایک فرضی ہدایتیں دے رہا ہوں۔ جماعت احمدیہ کی بعض تجارتوں میں خلیفۃ المسیح نے مجھے نہ صرف ڈائریکٹر مقرر فرمایا بلکہ ایسا اختیار دیا کہ گویا میرا مشورہ جو تھا وہ حاوی تھا باقی سب مشوروں پر اور کاٹن کی تجارت تھی بعض دوسری ایسی چیزیں تھیں۔ اس حال میں ہم نے شروع کیا کہ بہت ہی برا حال ہو چکا تھا سب کچھ بکنے کو تیار تھا لیکن خدا نے سہارے دیئے اور ہر مشکل کے وقت مدد فرمائی صرف فیصلہ یہ تھا کہ ہم جس حد تک ممکن ہے دیانتداری سے کام کریں گے اور اگر کسی محکمے سے اس قسم کا رابطہ کرنا پڑتا ہے تو بعض ایسے آدمی تھے جو اس بات کے ماہر تھے ان کے ذریعے رابطہ کرنا پڑتا تھا۔ لیکن ہدایت ہماری یہ تھی کہ ایک دمڑی بھی حکومت کی یا ملکی دولت کی ہم اپنے لئے نہیں لیں گے صرف ہمیں امن سے کام کرنے دیں اور خدا نے برکت ڈالی۔

سود سے کہتے ہیں، سود سے کیسے بچو گے؟ یہ ٹھیک ہے کہ بسااوقات انسان نہیں بچ سکتا، لیکن اگر ارادہ ہو، نیت ہو اور اخلاص ہو اور دعا ہو تو بچ بھی سکتا ہے۔ ہمارے ایک کاروبار میں مسلم کمرشل بنک سے واسطہ تھا اور کاٹن کے یعنی اس روئی کے کاروبار میں بہت بڑے قرضے لازماً اٹھانے پڑتے ہیں اور ان قرضوں کے بغیر وہ کاروبار چل ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ عام جو کارخانے دار ہیں یا جیننگ فیکٹریوں کے مالک ہیں ان کے پاس اتنا سرمایہ تو ہوتا ہی نہیں کہ وہ بڑی قیمت دے کر وہ زمینداروں کو ان کی کاٹن کی قیمت پہلے ادا کر دیں۔ بہت سی مجبوریاں ہیں، قرضے لینے پڑتے ہیں۔ اب میرے دل پہ یہ بڑا گراں تھا اور میں نے دعا بھی کی۔ میں نے کہا اللہ میاں جماعت احمدیہ کی فیکٹری ہے ہم نمونہ بننا چاہتے ہیں، ہمیں بچا اس مصیبت سے۔ اور ایک دوست کے تعارف سے مسلم کمرشل بینک کے جو جنرل مینیجر بلکہ پریذیڈنٹ تھے ان سے ملا اور ان سے میں نے کہا کہ دیکھیں اتنے لاکھ قرضہ آپ سے لینا چاہتے ہیں لیکن سود نہیں دینا۔ اب وہ بہت ذہین آدمی تھے اور بڑے حوصلے والے انسان تھے۔ اب خدا نے واسطہ بھی ایسے شخص سے ڈالا جس میں یہ طاقت تھی اس بات کو سننے اور سمجھنے کی۔ تو تھوڑا سا تعجب ہوا۔ وہ کہتے ہیں اچھا اب بتائیں کیا بات ہے۔ میں نے کہا ہمارا دین ہمیں اجازت نہیں دیتا اور تجارت مجبور کرتی ہے لیکن ایک بات ہے کہ آپ کمرشل ادارے ہیں، آپ کا کاروبار ہی منافع پر ہے اس کا مجھے احساس ہے۔ مگر یہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جیسا کہ ہمیں ہمیشہ منافع ہوتا ہے اگر منافع ہوا تو ہم آپ کو جتنا سود دیتے ہیں اس سے زیادہ پیسہ تحفتاً دیں گے، شرط نہیں ہے، کوئی اس کا تناسب مقرر نہیں کرنا۔ تو مجھے دیکھ کے انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے منظور ہے۔ اور جس بینک کے آفیسر کی طرف انہوں نے حوالہ دیا ان سے نچلا وہ بھی بہت بڑا اونچے مقام کا افسر تھا وہ حیران رہ گیا۔ اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا ہو گیا تم جاکے پوچھ لو اور اس کے بعد پھر میں بھی ان کی موجودگی میں الگ ان سے ملا اور ان سے میں نے بھی یہی سوال کیا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کام تو آپ نے کر دیا ہے۔ اتنا بڑا فیصلہ جو آپ کو سارے حصہ داروں کے سامنے ہی ایک ناقابل قبول حالت میں پیش کرتا ہے۔ اس نے کہا بات یہ ہے، میں ابھی بتاتا ہوں میرے فیصلے کا راز کیا ہے۔ کہتے ہیں میں اپنے تجربے سے مردم شناس ضرور ہوں اور میرا یہ تجربہ ہے کہ بے ایمان لوگ کاغذ بڑے بھر کے لاتے ہیں اور کاغذوں کے مونہہ پکے کر لیتے ہیں اور جتنے مرضی پکے کاغذات ہوں وہ دھوکہ دے جاتے ہیں۔ لیکن اگر آدمی دیانت دار ہو تو وہ دھوکہ نہیں دے گا۔ میں نے تو آپ کو دیکھا مجھے یہ پتہ لگ گیا کہ ہے دیانت دار۔ اور اس لئے میں نے آپ سے کاغذ بھی نہیں مانگے، فیکٹری کے کاغذ نہیں مانگے کہ رکھواؤ اس کے مقابل پر۔ مجھے پتہ تھا اور میں اپنے اس فیصلے پر ایسا اعتماد رکھتا ہوں کہ اس اعتماد کی خاطر مجھے پتہ تھا کبھی غلطی نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہی ہوا۔ مسلسل اس بینک نے ہمیں بغیر سود کے قرضہ دیا ہے اور مسلسل ہمارے اوپر پورا اعتماد کیا۔ اگر ہمارا منافع کم ہوا تو ہم نے کچھ کم تحفہ دیا، زیادہ ہوا تو زیادہ خوشی سے قبول کیا مگر سودی کاروبار پھر نہیں ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کفیل بن جاتا ہے، رستے نکال لیتا ہے۔ اس لئے یہ بہانے نہ بناؤ کہ ہم بددیانتی پہ مجبور ہیں۔ ہر احمدی مسلمان کو بددیانتی کے خلاف مستعد ہو جانا چاہیے۔ جو روزمرہ کے اپنے اموال میں بددیانتی نہیں کرے گا اس کے بھائی کو بھی پھر اس سے خطرہ نہیں ہوگا۔ آج جو بعض شکایتیں آتی ہیں اور بڑی بھاری تعداد شکایتوں کی وہ ہے جو مالی لین دین کی خرابی سے تعلق رکھتی ہے ان سے جماعت کو نجات ملے گی۔ اور اگر ایک انسان اپنے ذاتی معاملات میں جو عام تجارتی کاروبار ہیں ان میں دیانت داری کے لئے محنت کرتا ہے۔ تو نفسیاتی لحاظ سے اس کے لئے ناممکن ہے کہ حیلے تراش کر، کسی بھائی کے پیسے پر نظر رکھ کر اسے دھوکہ دینے کی کوشش کرے۔

تو اس اعلیٰ معیار تقویٰ پر قائم ہوں تو جماعت کو بہت سے جھمیلوں سے نجات ملے گی۔ اور ایسی جماعت جو خدا کی خاطر تقویٰ پر اور دیانت پر قائم ہو اس کے اموال میں لازماً برکت دی جاتی ہے۔ آگے جو بڑے بڑے کام درپیش ہیں ان کے لئے آپ حیران ہو جائیں گے کس طرح خدا تعالیٰ غیب سے، اپنے فضل سے روپے مہیا کرتا چلا جائے گا جیسا کہ اب کر بھی رہا ہے مگر اپنی دیانت کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ باقی اقتباس اور باقی حوالے انشاء اللہ اگلے جمعے میں پیش کروں گا۔

لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ پنجاب کا

تیسرا صوبائی اجتماع

درس القرآن۔ درس الحدیث اور تربیتی امور پر تقاریر ● دینی، علمی، ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات کا دلچسپ پروگرام ● ۹ مجالس سے ۳۱ نمائندگان کی شرکت

لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ صوبہ پنجاب کا تیسرا صوبائی اجتماع ۱۸۔ ۱۹ - ۲۰ اکتوبر کو منعقد ہوا۔ جملہ شعبہ جات کی منتظمات نے احسن طریق پر امور انجام دیئے اجتماع سے ایک دن قبل بیت النصرت لائبریری لجنہ بھارت کے صحن کو شامیانہ و رنگین بینرز اور لائٹ لگا کر نہایت خوبصورت بنایا گیا تھا۔

افتتاحی اجلاس

۱۸؍اکتوبر کو مسجد مبارک میں نماز جمعہ کی باجماعت ادائیگی کے بعد ۳ بجے اجتماع کا پروگرام شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم باترجمہ کے بعد قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھا گیا۔ عہد لجنہ و ناصرات الاحمدیہ دوہرایا گیا۔ اور بعد ازیں محترمہ حضرت سیّدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ بھارت و صدر اجلاس نے افتتاحی خطاب و دُعا کروائی۔

اس کے بعد لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کی سال رواں کی سالانہ صوبائی رپورٹ پیش کی گئی نظم کے بعد تمام ممبرات لجنہ و ناصرات نے اپنے اپنے گھروں میں بذریعہ سٹیلائٹ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ سنا۔ نماز مغرب و عشاء اجتماع گاہ میں باجماعت ادا کرنے کے بعد محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ صدر لجنہ دہلی کے زیر صدارت اجلاس ہوا

دوسرا دن

دوسرے دن پہلے اجلاس کی کاروائی کا آغاز محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صوبائی صدر لجنہ پنجاب کے زیر صدارت ہوا۔ علمی مقابلہ جات کے دوران مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے بعنوان "ذکر حبیب علیہ السلام" تقریر کی دوسرے اجلاس کی صدارت محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان نے کی علمی مقابلہ جات کے علاوہ بُشریٰ صادقہ تسنیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی کے چند تاریخی واقعات پیش کئے۔

اس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے "اسلامی اصول کی فلاسفی کی غرض اور اُس کے مقاصد" کے موضوع پر تقریر کی۔ شبینہ اجلاس کی کاروائی کا آغاز محترمہ سہیلہ محبوب صاحبہ نگران ناصرات الاحمدیہ بھارت کے زیر صدارت ہوا۔

تیسرے دن پہلے اجلاس کی کاروائی کا آغاز محترمہ رابعہ بیگم صاحبہ صوبائی صدر لجنہ بنگال کے زیر صدارت ہوا اجلاس میں محترمہ طاہرہ صدیقہ ملک صاحبہ نے "سیرت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا" اور آخر میں محترمہ ڈاکٹر منجو محمود صاحبہ نے "حفظانِ صحت" کے موضوع پر تقریر کی۔ تمام اجلاسات میں لجنہ و ناصرات کے علمی و ذہنی مقابلہ جات ہوئے۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس کی کاروائی کا آغاز محترمہ حضرت سیّدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کے زیر صدارت تلاوت قرآن کریم باترجمہ و نظم خوانی سے ہوا۔

کریم الدین صاحب شاھد نے حدیث کا درس دیا۔ بعد ازاں پروگرام واقفین نو ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن کریم نظم و تقاریر کے علاوہ ترانہ واقفین نو ہوا۔ یہ پروگرام بڑا دلچسپ رہا اِس کے بعد لجنہ اماء اللہ کا سوال و جواب کا پروگرام اسلامی اصول کی فلاسفی کے موضوع پر ہوا۔

محترمہ صدرِ اجلاس نے اپنے دست مبارک سے تمام علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات میں انعام تقسیم کئے

تقسیم انعامات کے بعد صدر اجلاس نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے بخیر و خوبی اجتماع کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے تمام مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والی ممبرات اُن کی ماؤں اور اُن کی سیکریٹریز کو مبارکباد پیش کی۔ محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صوبائی صدر لجنہ پنجاب نے تمام کارکن و کارکنات کا شکریہ ادا کیا دعا کے ساتھ تیسرا صوبائی اجتماع بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

۱۰؍اکتوبر کو نمائش لجنہ قادیان لگائی گئی اور ۱۲؍اکتوبر کو لجنہ و ناصرات کے ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اجتماع گاہ میں تینوں دن کی اوسط حاضری ۷۰۰ رہی اور ۲۰ غیر مسلم ۵۵ خواتین نے شرکت کی۔

شعبۂ رپورٹنگ ——— لجنہ اماء اللہ بھارت

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت انعقاد

بھارت کی مختلف جماعتوں اور ذیلی تنظیموں نے جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کرکے اپنی خوشکن تفصیلی رپورٹیں بغرض اشاعت بدر بھجوائی ہیں ادارہ بوجہ تنگیٔ صفحات کے باعث ایسی جماعتوں کے نام بغرض دعا شائع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں شرکت کرنے والے اور حصہ لینے والوں کے علم و ایمان میں خیر و برکت عطا فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے

کلکتہ (جلسہ سیرۃ صحابہ منعقد کیا) پنتھ پریم۔ سونگھڑہ۔ گونی گوپال۔ (یہ جماعت جولائی ۹۶ء میں قائم ہوئی ہے)

لجنہ اماء اللہ حیدر آباد۔ قادیان۔ یادگیر (دو مرتبہ جلسہ کیا) شموگہ

ترجمۃ القرآن

تبلیغ سے دلچسپی رکھنے والے احباب کے لئے اعلان ہے کہ جناب شاہ رفیع الدین صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے دو ترجموں والا قرآن مجید (جس کے شروع میں دیباچہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر ہے کہ کس طرح آپ نے پادری لیفرائے کو اور ولایت کے دیگر پادریوں کو شکست دی) لکھنؤ سے دستیاب ہے جن حضرات کو ضرورت ہو وہ خاکسار سے رابطہ کریں۔

خاکسار۔ قیام الدین برق مبلغ لکھنؤ

پتہ۔

QAYAMUDDIN BARQUE
AHMADIYYA MUSLIM TABLIGHI MARKAZ
A-8 SOUTH.CITY COMPLEX
AMBED KAR UNIVERCITY MARG
RAEBRLI ROAD LUCKNOW — 2

دعائے مغفرت

۱ــــ مکرم اکبر خاں صاحب مرحوم آف غنچہ پاڑہ (اڑیسہ) کی اہلیہ محترمہ خدیجہ بیگم مورخہ ۲۷؍مئی کو وفات پا گئیں ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ موصوفہ نہایت نیک اور مخلص احمدی خاتون تھیں۔ جماعت احمدیہ غنچہ پاڑہ کی مسجد کی جگہ انہوں نے عطیہ دی تھی۔ مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۲ــــ میرے خسر مکرم ایس بشیر احمد صدر جماعت احمدیہ ساگر مورخہ ۳؍نومبر ۹۶ء بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ۔ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں چھوڑے ہیں۔ مرحوم ایک لمبے عرصہ تک صدارت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ احباب جماعت سے مرحوم کے بلندیٔ درجات اور لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

رفیق احمد طاہر قادیان

ولادت

بتاریخ ۱۶؍ستمبر ۹۶ء اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولودہ کا نام "امۃ النور" تجویز کیا گیا ہے۔ صحت و سلامتی درازی عمر اور نیک صالحہ خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر/۲۵ روپے) مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ بنگلور

اعلان نکاح

مورخہ ۲۱؍اکتوبر ۹۶ء کو مکرم محمد انور احمد صاحب مبلغ سلسلہ ولد مکرم محمد منصور احمد صاحب حیدر آباد کا نکاح ہمراہ نعیمہ بُشریٰ صاحبہ بنت مکرم محمد ابراہیم خاں صاحب قادیان مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مسجد مبارک میں بعد نماز ظہر و عصر پڑھا۔ اعانت مبلغ/۵۰ روپے۔ احباب کرام سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

لجنہ اماء اللہ کیرلہ کا نہایت کامیاب اور شاندار سالانہ اجتماع

مختلف مقابلہ جات ۔ جلسہ عام ۔ پیار و محبت کا بے مثال روحانی سنگم

مکرمہ صدیقہ سعید صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ حلقہ کالیکٹ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ اماء اللہ کیرلہ کا سالانہ صوبائی اجتماع ۱۹، ۲۰ ؍ اکتوبر ۹۶ء کو کالیکٹ میں نہایت روح پرور ماحول میں منعقد ہوا۔

اس اجتماع کے لئے دو ماہ قبل ہی مجلس استقبالیہ تشکیل دی گئی تھی۔ اور مختلف شعبہ جات کے ذریعہ نہایت شاندار رنگ میں انتظامات کئے گئے۔

اخبارات کا تعاون

کالیکٹ سے ۱۶ اخبارات نکلتے ہیں۔ محترمہ صوبائی صدر صاحبہ کی زیر قیادت ۵ ممبرات پر مشتمل ایک وفد نے ہر اخبار کے دفتر میں جا کر ایڈیٹر صاحبان سے فرداً فرداً ملاقات کر کے لجنہ اماء اللہ کا تعارف اور اس کانفرنس کی اہمیت کا ذکر کر کے لٹریچر وغیرہ دیا۔ آل انڈیا ریڈیو سے بھی رابطہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے اس اجتماع سے قبل ہی کئی دفعہ اخبارات نے اعلان شائع کیا اور آل انڈیا ریڈیو نے بھی نشر کیا۔ تمام اخبارات نے نمایاں رنگ میں اجتماع کی رپورٹیں شائع کیں۔

خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کا اظہار

اجتماع سے ایک ہفتہ قبل سے ہی کالیکٹ اور مضافات میں موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ خاص کر ایک روز قبل بروز جمعہ بارش نے اپنا انتہائی زور لگایا تھا۔ اس پر مستزاد محکمہ موسمیات کے شعبہ کی طرف سے یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ اگلے ۴۸ گھنٹے بھیانک بارش ہوگی اور عوام کو متنبہ کیا گیا تھا اس سے بہت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ اگر ایسی بارش رہی تو کیرلہ کے دور دراز علاقہ سے ۴۲ جماعتوں کی طرف سے آنے والی مستورات اور چھوٹے چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے بے حد پریشانی ہوگی۔ اس وجہ سے سب نے خدا کے حضور نہایت گریہ و زاری سے دعا شروع کی۔ ان عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ دوسرے دن اچانک بارش ختم گئی اور نہایت خوبصورت اور خوشنما دھوپ نکل آئی اور موسم نہایت خوشگوار ہو گیا۔ اس طرح اجتماع کے دونوں دن اللہ تعالیٰ نے بے حد فضل کیا۔ ہر ایک کا دل اس پر شکر الٰہی کے جذبات سے لبریز تھا۔ فالحمد للّٰہ رب العالمین۔

اجتماع کا پہلا دن

۱۹ ؍ اکتوبر صبح ۱۰ بجے زیر صدارت محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ اجتماع کا آغاز مکرمہ ایم۔ پی رالبعہ بی صاحبہ کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد ایم۔ وحیدہ ایوب کی قیادت میں ایک اجتماعی استقبالیہ اُردو نظم زیر عنوان احمدیت زندہ باد نہایت خوش الحانی سے سُنائی گئی۔ اس کے بعد محترم مولوی محمد عمر صاحب انچارج مبلغ کیرلہ نے اجتماعی دُعا کروائی۔

لجنہ کا عہد دہرائے جانے کے بعد خاکسار صدیقہ سعید نے استقبالیہ تقریر کی۔ مختصر صدارتی تقریر کے بعد محترم A.P کنجامو صاحب صوبائی امیر نے اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے کیرلہ میں صوبائی سطح پر لجنہ کی روز افزوں ترقیات کا ذکر فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ لجنہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ گھریلو اور معاشرتی سطح پر بھی زیادہ سے زیادہ اسلامی زندگی گذارنے اور اپنے ماحول کو اخلاقی و روحانی روشنی سے منوّر کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ آپ نے دعوۃ الی اللہ کے میدان میں لجنہ اماء اللہ کی عظیم ذمہ داریوں کی طرف روشنی ڈالی۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد عمر صاحب نے اپنی تقریر میں اس اجتماع کے سلسلہ میں لجنہ کی ذمہ داریوں کی طرف روشنی ڈالتے ہوئے اطاعت۔ باہم تعاون اور ڈسپلن کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔ آپ کے بعد مکرم مولوی محمد ابو الوفاء صاحب۔ مکرم A.P ابوٹی صاحب زعیم انصار اللہ۔ مکرم P.M بشیر احمد صاحب صوبائی قائد خدام۔ مکرم مولوی محمود احمد صاحب اور مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب نے تقریریں کیں۔ آخر میں لجنہ کی ایک اجتماعی نظم سے پہلی نشست اختتام پذیر ہوئی۔

مقابلہ جات

۲½ بجے تا ۵ بجے قرآن مجید ناظرہ اور قرآن مجید حفظ کے مقابلہ جات لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے ہوئے۔ پچھلے ایک ماہ میں کیرلہ کی ۴۲ جماعتوں میں لجنہ اور ناصرات کے لوکل مقابلہ جات تلاوت قرآن مجید، اُردو، ملایالم اور عربی نظموں اور تقریروں کے مقابلہ جات ہوئے اس کے بعد حلقہ واری مقابلہ جات ہوئے۔ یعنی کیرلہ کی لجنات کو ۶ حلقوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر حلقہ میں ہوئے مقابلہ جات میں اوّل آنے والی ممبر لجنہ و ناصرات کو سالانہ اجتماع کے مقابلہ جات میں شرکت کی اجازت دی گئی تھی۔

جلسہ عام:۔ اسی دن شام کے پانچ بجے کالیکٹ سنٹنری ہال میں لجنہ کی طرف سے ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ ...نشستوں پر مشتمل یہ ہال پانچ بجے سے قبل ہی کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ محترمہ صوبائی صدر کی زیر صدارت ٹھیک ساڑھے پانچ بجے مکرمہ وحیدہ ایوب صاحبہ کی تلاوت قرآن مجید اور مکرمہ بشریٰ اکبر صاحبہ (کالیکٹ) کی نظم خوانی کے بعد مکرمہ ایم نصیرہ جبار صاحبہ نے استقبالیہ ایڈریس پڑھ کر سُنایا۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض اور اکناف عالم میں اس کے ذریعہ رونما ہونے والے عظیم روحانی انقلاب کے ضمن میں لجنہ اماء اللہ کے شاندار اور نتیجہ خیز کردار کی طرف روشنی ڈالی۔ اُنہوں نے بتایا کہ جس جس ملک میں جماعت احمدیہ قائم ہے وہاں لجنہ اماء اللہ کے ذریعہ گھر اور معاشرہ میں عظیم الشان اخلاقی و روحانی تبدیلی نہایت نمایاں رنگ میں رونما ہو رہی ہے۔

افتتاحی تقریر

اس جلسہ عام کے افتتاح کے لئے کیرلہ کی شہرت یافتہ ملایالم زبان کی ادیبہ اور سوشیل ورکر شری مینی پی۔ وتسلا خاص طور پر مدعو کی گئی تھیں۔ اُنہوں نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میری زندگی میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اتنی کثیر تعداد میں صرف عورتوں کو مخاطب کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ مجھے اپنی زندگی میں بے شمار موقعوں پر مختلف عورتوں کی تنظیموں کے جلسوں کو مخاطب کرنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ لیکن اُن عورتوں کی تنظیموں کی طرف سے منعقدہ جلسوں میں عورتوں سے زیادہ مرد ہی ہُوا کرتے تھے۔ لیکن مَیں یہ دیکھ کر حیران ہو رہی ہوں کہ یہاں اتنی بڑی مجلس میں ایک مرد بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ اور یہ دیکھ کر بھی مَیں حیران ہوں کہ جس قسم کا ڈسپلن مجھے یہاں نظر آ رہا ہے کسی اور جگہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا تھا۔ یہ میرے لئے ایک نیا علم ہے کہ لجنہ اماء اللہ دُنیا میں پچھلے ۷۵ سال سے قائم ہے اور سرگرم عمل ہے۔

دُنیا میں ہم مختلف دُنیاوی اغراض و مقاصد کے لئے تنظیمیں قائم ہوتیں اور بگڑتیں دیکھتے ہیں لیکن یہ بھی میرے لئے حیران کن بات ہے کہ لجنہ کے قیام میں کسی قسم کی دُنیاوی غرض وابستہ نہیں ہے۔ اور خالصتہً ایک دھارمک تنظیم ہے۔

آپ نے اس زمانہ میں عورت کے مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج عورت مردوں کے ہاتھوں کا ایک کھلونا ہو کر رہ گئی ہے۔ ہر ادارہ اپنی تجارت کے فروغ کے لئے عورتوں کے حُسن اور اس کی عریانیت کو استعمال کرتا ہے۔ اس چیز کو ختم کرنے کے لئے عورتوں میں اتحاد کی ضرورت ہے۔ مجھے خوشی اور فخر ہے کہ ایک نئی نسل کی تشکیل میں لجنہ اماء اللہ بہترین حصّہ لے سکتی ہے۔ اس تنظیم کے اجتماع کو مخاطب کرنے اور افتتاح کرنے کا موقعہ دے کر میری بہت عزت افزائی کی گئی ہے جس کے لئے مَیں ہمیشہ ممنون رہوں گی۔ موصوفہ اپنی تقریر کے بعد بھی کئی دفعہ اس بات کا اظہار کرتی رہی کہ اس عظیم اجتماع کو دیکھ کر میری حیرانی کی کوئی حد نہیں۔ اب اس تنظیم کو پورے جوش و خروش کے ساتھ منظر عام پر آنا چاہیئے۔ اور اپنی طاقت کا اظہار کرنا چاہیئے وغیرہ۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ہر جلسہ میں موصوفہ اپنی تقریر کے بعد چلی جایا کرتی تھیں۔ لیکن اس جلسہ میں آخر وقت تک تشریف فرما کر تمام تقاریر سے محظوظ ہوتی رہیں۔

اس کے بعد محترمہ صوبائی صدر صاحبہ نے اپنی صدارتی تقریر میں لجنہ اماء اللہ کے قیام کی غرض اور اس کی تاریخ اور عالمگیر سرگرمیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

اس کے بعد حکومت کیرلہ کی ایک سابقہ وزیر شریمتی ایم۔ ٹی پدما نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ مَیں لجنہ اماء اللہ کے اس عظیم جلسہ میں شرکت کو اپنی زندگی کا کبھی فراموش نہ کئے جانے والا واقعہ سمجھتی ہوں۔ آپ لوگوں نے پردے کے بارے میں میرے تأثر کو غلط ثابت کر دکھایا ہے اور پردے کے پیچھے رہتے ہوئے بھی ایک عورت سماج اور قوم و ملّت کی خدمت کر سکتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ قانونی طور پر جہیز کی یہاں ممانعت ہے۔ لیکن ہر قوم اور مذہب والے شادی کے موقعہ پر جہیز کو بہت بڑا مسئلہ قرار دیتے ہیں۔ جہیز کے بغیر کہیں شادی نہیں ہو رہی ہے۔ لیکن مَیں یہ جان کر حیران ہوئی کہ جماعت احمدیہ خالص اسلامی تعلیمات کی پیروی کرتے ہوئے جہیز بالکل نہیں لے رہی ہے۔ آپ نے بھی اپنی تقریر میں لجنہ اماء اللہ کے ڈسپلن کو بہت سراہا۔

اس کے بعد مکرمہ فوزیہ بشریٰ صاحبہ (ٹریونڈرایورم) مکرمہ مسفورہ صاحبہ (ایرناکلم) مکرمہ شغیدہ بیگم صاحبہ (کروناگپلی۔ انگریزی تقریر) مکرمہ شریفہ بی صاحبہ (پینگاڈی) اور مکرمہ ساجدہ صاحبہ (کالیکٹ) نے نہایت عمدہ پیرائے میں بہت اچھے standard میں تقریریں کیں۔ تقریروں کے درمیان ممبرات لجنہ و ناصرات نے نہایت دلنشیں انداز میں اسلامی گیت گا کر سامعات کو محظوظ کرتی رہیں۔ آخر میں مکرمہ سعیدہ نذیر صاحبہ نے شکریہ ادا کیا۔

اس طرح تین گھنٹہ کا یہ نہایت شاندار جلسہ بہت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

رات ۱۰ بجے ایک طرف مضمون نویسی کا مقابلہ ہوا جس میں ۳۴ ممبرات لجنہ نے حصہ لیا تو دوسری طرف [illegible] کا مقابلہ نہایت شاندار رنگ میں منعقد ہوا۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

بقیہ صفحہ ۱ :۔ اس ضمن میں حضور نے فرمایا کہ حال ہی میں آپ کے نمائندہ افریقہ کے بعض ممالک کے دورہ پر گئے جہاں اُنہوں نے دیکھا کہ علاقوں کے علاقے احمدی ہو رہے ہیں۔ اور اب ان کی تربیت کی شدید ضرورت ہے۔

حضور نے فرمایا کہ وقفِ جدید کی قربانی میں پوری دُنیا میں سرفہرست امریکہ کی احمدیہ جماعت ہے۔

وعدہ جات کے لحاظ سے ۹۶-۱۹۹۵ء کے وعدہ جات چار کروڑ ۳۲ لاکھ ۱۴ ہزار تین سو باون روپے کے بنتے ہیں جبکہ وصولی ۷ کروڑ ۲۲ لاکھ ۲۷ ہزار آٹھ سو چھتیس روپے ہے۔ اسٹرلنگ میں یہ وعدہ جات ۶ لاکھ ۵۵ ہزار ۲ ۱۷ پاؤنڈ تھے جبکہ کل وصولی ۱۰ لاکھ ۹۴ ہزار تین صد ۱۶ پاؤنڈ ہے۔ حضور نے فرمایا تمام دُنیا کی وصولی ۱۰ لاکھ ۹۴ ہزار تین صد ۱۶ پاؤنڈ ہے اس میں صرف امریکہ کی وصولی ۵ لاکھ ۶۷ ہزار ایک سو چھ پاؤنڈ ہے گویا امریکہ تمام دُنیا کے چندوں سے آگے بڑھ گیا ہے۔ حضور نے فرمایا امریکہ کا آج سے دس سال پہلے کا کل چندہ اتنا نہیں تھا جتنا آج صرف وقفِ جدید کا ہے۔

حضور انور نے گزشتہ سال کا موازنہ کرتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ سال یعنی ۹۵ء میں ۵ لاکھ ۷۷ ہزار ۷ سو نوے پاؤنڈ کا وعدہ تھا۔ امسال ۱۹۹۶ء میں ۶ لاکھ ۵۵ ہزار ایک سو ۷۲ پاؤنڈ کا وعدہ تھا۔ وعدوں کے لحاظ سے اضافہ ۷۷ ہزار ایک سو بیاسی پاؤنڈ ہوا۔ وصولی کے لحاظ سے گزشتہ سال ۹ لاکھ ستر ہزار نوصد تیرہ پاؤنڈ کی وصولی تھی امسال خدا کے فضل سے ۱۰ لاکھ ۹۴ ہزار تین صد ۱۶ پاؤنڈ کی وصولی ہوئی۔

حضور نے فرمایا چندہ دہندگان کی تعداد کے لحاظ سے بھی بہت برکت ملی ہے۔ گزشتہ سال یہ تعداد ایک لاکھ ۴۶ ہزار ۷ سو باسٹھ تھی۔ امسال ایک لاکھ ۶۷ ہزار ۷ سو ۹۳ افراد شامل ہوئے ہیں۔

حضور نے فرمایا وقفِ جدید کے چندوں کے لحاظ سے پہلے نمبر پر امریکہ دوسرے نمبر پر پاکستان اور تیسرے نمبر پر جرمنی ہے۔ برطانیہ کو چوتھی پوزیشن حاصل ہے کینیڈا پانچویں نمبر پر ہے ہندوستان ۳ لاکھ ۴۶ ہزار روپے دے کر چھٹے نمبر پر ہے۔ حضور نے فرمایا ہندوستان کی بھی یہ غیر معمولی قربانی ہے۔ انڈونیشیا ساتویں نمبر پر ہے۔ حضور نے فرمایا انڈونیشیا ابھی اپنی توفیق سے پیچھے ہے۔ ماریشس آٹھویں نمبر پر ہے۔ بیلجیم نویں نمبر پر اور ناروے دسویں نمبر پر ہے۔

حضور نے فرمایا فی کس مالی قربانی کے اعتبار سے بھی امریکہ باقی سب ملکوں سے آگے ہے۔ امریکہ میں فی کس وقفِ جدید کی قربانی ۱۲ پاؤنڈ ۷ پینس ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں ۷ پاؤنڈ ۹۰ پینس ہے۔ جاپان ۳۱ پاؤنڈ ۳۰ پینس کے ذریعہ تیسرے نمبر پر ہے بیلجیم ۱۹ پاؤنڈ ۵۴ پینس دے کر چوتھی پوزیشن حاصل کر گیا ہے۔ جرمن پانچویں پوزیشن پر ۱۱ پاؤنڈ ۵۰ پینس۔

حضور نے فرمایا کہ میں اس وقت ہندوستان کی جماعتوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ وقفِ جدید کے کام کو وہاں منظم کریں کیونکہ آپ کی اکثر تبلیغ وہاں پر وقفِ جدید کے ذریعے ہو رہی ہے بہت سی پھیلتی ہوئی ضرورتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ جدید نے سنبھال رکھا ہے اور وقفِ جدید کے نظام کو باہر سے جو امداد مل رہی ہے آپ کوشش کریں کہ آپ جلد اس بیرونی امداد سے مبرّا ہو جائیں۔ حضور نے فرمایا ہندوستان کو یہ فخر حاصل رہا ہے کہ وہ عرصہ تک بیرونی دُنیا کی مدد کرتا رہا ہے چونکہ ہندوستان کے تعلق میں پُرانی غیرتیں ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں اس محبت کے تقاضے کے طور پر میری دلی خواہش یہی رہتی ہے کہ ہندوستان کو پھر وہ پُرانی عظمتیں نصیب ہو جائیں اور وقفِ جدید ہی ایک ذریعہ ہے ہندوستان کی کھوئی ہوئی عظمتوں کو حاصل کرنے کا اس لئے آپ کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ آپ کے اندر کثرت کے ساتھ وہ ولی پیدا ہو جائیں۔ جن ولیوں کا حضرت مصلح موعود نے وقفِ جدید کے تعلق میں ذکر فرمایا ہے۔ وقفِ جدید کا تعلق ولایت سے حضورؓ نے دیکھا ہے آپ کی رویا کے مطابق گاؤں گاؤں میں وقفِ جدید کے ذریعہ اولیاء اللہ پیدا ہو گئے ہیں پس وقفِ جدید کا ولایت سے تعلق قائم رکھنا ضروری ہے۔ اور اس کے لئے وقفِ جدید کو پہلے سے بڑھ کر متوجہ ہونا چاہیئے کہ اپنے تمام کارکنوں پر نظر رکھیں اور یہ دیکھیں کہ جن جماعتوں میں وقفِ جدید کا کام ہو رہا ہے وہاں اولیاء اللہ پیدا ہو رہے ہیں کہ نہیں۔

حضور نے فرمایا جہاں تک یورپ کی نئی ضرورتوں کا تعلق ہے اس میں وقفِ جدید کا کوئی خرچ نہیں ہو رہا اور نہ (وقفِ جدید بیرون) کی نئی تحریک میں مَیں نے یہ ذکر کیا تھا کہ یورپ میں بھی خرچ کیا جائے گا۔ مگر وہ ضرورتیں بالعموم خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ چندوں سے پوری ہو رہی ہیں اور جماعت یورپ جو اپنے چندے بڑھا رہی ہے اس کے ساتھ اکثر ان کی بڑھتی ہوئی ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں۔ مگر مشرقی یورپ میں ابھی تک جو مشن ہاؤسز کا قیام جماعتی مراکز کا قیام اور نئی مسجدیں بنانا یہ ایسے کام ہیں جن کے لئے اب ہمیں نئی مالی ضرورت درپیش ہے اور یہ چونکہ ایسی ضرورت نہیں جو مستقل چندے کی صورت میں جماعت سے طلب کی جائے اس لئے مَیں سمجھتا ہوں کہ کبھی کبھار اچانک پیدا ہونے والی ضرورتوں کے لئے کوئی تحریک کی جائے تو وہی کافی ہوگا اس وقت جو ہمیں زیادہ ضرورت ہے وہ البانیا میں ہے جہاں بکثرت احمدیت پھیل رہی ہے اسی طرح دوسرے مشرقی ممالک جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے توجہ ہو رہی ہے جہاں البانین بولنے والے دوسرے ممالک میں بستے ہیں پھر بوسنین میں ان کی بھی بہت توجہ ہے ان سب کا بنیادی حق ہے کہ وہاں تبلیغی مراکز قائم کئے جائیں مساجد بنائی جائیں انہی میں سے معلم تیار کئے جائیں۔ چنانچہ اس سال کے لئے میں جماعت کے سامنے ۱۵ لاکھ ڈالر کی تحریک کرتا ہوں اور جیسا کہ مَیں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جو بھی تحریک کروں اس کا سو واں حصہ مَیں خود دوں گا اور یہ بتلانے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ مَیں یہ بتاؤں کہ یہ مَیں کر رہا ہوں بلکہ مقصد یہ ہے کہ بعض لوگ جو بوجھ سمجھتے ہیں ان کے دل کی تسلی کے لئے اُن کو بتا رہا ہوں کہ میں شامل ہوتا ہوں تو مَیں تحریک کرتا ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ تمام احمدی جو باقی چندوں میں حصہ لے رہے ہیں وہ تبرک کی خاطر اس تحریک میں حصہ لیں اور صاحب حیثیت اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ لیں اور مجھے اُمید ہے کہ دیکھتے دیکھتے اللہ کے فضل سے یہ چندہ پورا ہو جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ پہلے سال دو تہائی اور دوسرے سال اس کا ایک تہائی وصولی کی صورت میں ہمیں مل جانا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا اللہ سے دُعا کرتے ہوئے اور فضل مانگتے ہوئے مَیں یہ تحریک جماعت کے سامنے رکھتا ہوں اور اس طرح اب ہم اللہ کے فضل سے وقفِ جدید کے نئے سال میں داخل ہوتے ہیں۔ حضور نے آخر میں فرمایا اللہ کا شکر بہت کریں کیونکہ شکر سے ہی انسان کو ہر طرح کی طاقت ملتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۰

مجلسِ شوریٰ

رات کے ۱۱ ½ بجے تا ۲ بجے مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ اس میں کیرلہ کی تمام لجنات کی صدر صاحبات اور بعض سیکرٹری صاحبات نے شرکت کی۔

تمام ممبرات لجنہ و ناصرات نے مسجد احمدیہ کی دونوں منزلوں میں شب باشی کی۔ مسجد اور ارد گرد پوری حفاظت کا بہترین انتظام تھا۔

دوسرے دن کا پروگرام

مورخہ ۲۰ اکتوبر بروز اتوار صبح ٹھیک ساڑھے ۴ بجے تہجد باجماعت کے ساتھ دوسرے دن کا پروگرام شروع ہوا۔ محترمہ صدر صاحبہ صوبائی لجنہ نے تہجد اور فجر کی نمازوں کی امامت کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد عمر صاحب نے قرآن مجید کا درس دیا۔ تھوڑے وقفہ اور ناشتہ وغیرہ کے بعد ٹھیک نو بجے محترمہ صوبائی صدر صاحبہ کی زیر صدارت مختلف مقابلہ جات ہوئے۔ ناصرات کے لئے مسجد کی بالائی منزل اور لجنہ کے لئے مسجد کے نیچے ہال میں مقابلہ جات ہوئے۔ ہر حلقے سے لجنہ اور ناصرات کی بارہ بارہ ممبرات نے مقابلہ جات میں حصہ لیا۔

عربی۔ اُردو اور ملایالم نظموں اور ملایالم اور اُردو تقریروں کا مقابلہ ہُوا۔ اس کے بعد فی البدیہہ تقریروں کا مقابلہ ہُوا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام مقابلہ جات کا معیار بہت بلند تھا۔ مقابلہ جات کے خاتمہ پر محترم مولوی محمد عمر صاحب نے ایک تربیتی تقریر کی۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے بھی مختصر طور پر خطاب فرمایا۔

مقابلہ جات میں اوّل دوئم آنے والی لجنات و ناصرات کو قیمتی انعامات اور سندات محترمہ ڈاکٹر بی مبارکہ بی صاحبہ نے دیئے۔ مکرمہ M. عائشہ صاحبہ صدر لجنہ کالیکٹ کے شکریہ ادا کئے جانے کے بعد محترم مولوی محمد عمر صاحب نے اجتماعی دُعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بابرکت اجتماع نہایت کامیابی سے اور خیر و برکت سے اختتام پذیر ہُوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مہمانانِ کرام

اس اجتماع میں شمولیت کے لئے کیرلہ کی ۴۲ لجنات میں سے ۳۹ لجنات کی طرف سے ایک ہزار دو صد ممبرات بشمول ناصرات حاضر تھیں۔ اُن سب کے قیام و طعام کا نہایت تسلی بخش انتظام تھا۔ کالیکٹ سے باہر کی جماعتوں سے آئی ہوئی ممبرات کے لئے قیام کا انتظام مسجد میں تھا بعض مستورات نے یہاں اپنے رشتہ داروں کے گھر میں شب باشی کی۔

خدا کے فضل سے دونوں دن بہترین اور مسجد کے سامنے کے گراؤنڈ میں باقاعدہ لنگر خانہ کھولا گیا جس کی پوری نگرانی مجلس خدام الاحمدیہ کی تھی۔ مسجد کے عقب میں بہت بڑا پنڈال بنایا گیا جہاں عورتوں کے لئے کھانے کے لئے نشست کا عمدہ انتظام تھا۔ اس سلسلہ میں پوری خدمات استقبالیہ کمیٹی کی [illegible] بچیوں نے کیں

وقارِ عمل

اجتماع سے ایک روز قبل لجنہ اماء اللہ کالیکٹ نے پوری مسجد اور ارد گرد کی صفائی وقارِ عمل کے ذریعہ کی۔ اسی طرح اجتماع ختم ہونے کے بعد بیسیوں ممبرات نے مسجد کی دونوں منزلوں کی صفائی اور دھلائی کی۔

شکریہ

آخر میں ہم خدا تعالیٰ کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتی ہیں کہ محض اور محض اُس کے فضل و کرم سے نہایت شاندار موسم میں یہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO.- R.N 61/57

FAX - 01872 -20105 | THE WEEKLY BADR QADIAN 143516 | ☎ 01872- 20757

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 | THURSDAY, 2/9 JANUARY 1997 | ISSUE NO -1&2

ہومیو پیتھی طریق علاج کے متعلّق آسان اور مُفید معلُومات

ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب "ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار

(قسط نمبر ۱۲)

برائیونیا ایلبا

BRYONIA ALBA

برائیونیا ایلبا ایک جنگلی بیل ہے جس کی جڑ نہایت زہریلی اور کڑوی ہوتی ہے اس کو پیس کر ہومیوپیتھی پوٹینسی میں دوا بنائی جاتی ہے۔ برائیونیا کا انسانی جسم کے تین بنیادی حصوں پر نمایاں اثر پڑتا ہے ایک تو Vital Organ ہیں جن میں پھیپھڑے، جگر اور دل شامل ہیں۔ ان کی بیرونی جھلیوں سے برائیونیا کا تعلق ہے اور یہ جگر کے معاملہ میں زیادہ گہرا اثر کرنے والی دوا ہے اسی طرح بعض دفعہ پھیپھڑوں کی گہری بیماریوں مثلاً نمونیہ اور اس کے بداثرات میں بھی مفید ثابت ہوتی ہے لیکن تپدق اور دوسری لمبی چلنے والی بیماریوں میں برائیونیا اکیلا فائدہ نہیں بلکہ دوسری مددگار دوائیں لازم ہیں مثلاً بے سیلینیم سلفر وغیرہ لیکن برائیونیا کا پھیپھڑوں سے اتنا تعلق ضرور ہے کہ وقتی فائدہ پہنچا دیتا ہے مستقل علاج کے لئے دوسری دوائیں ڈھونڈنی پڑیں گی۔

برائیونیا عضلات کی بھی بہت اچھی دوا ہے۔ تیسری چیز انتڑیاں ہیں لیکن انتڑیوں کی بیرونی جھلیوں سے زیادہ اندرونی جھلیوں سے اس کا تعلق ہے یہاں ایک فرق ہے جو پیش نظر رکھیں۔ برائیونیا کا مریض اکثر قبض کا شکار ہوتا ہے لیکن بعض دفعہ سخت پیچش بھی شروع ہو جاتی ہے جس میں خون بھی شامل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خشکی سے انتڑیوں میں دراڑیں پڑنے لگتی ہیں اور جگہ جگہ سے پھٹ جاتی ہیں۔ اپیس کی طرح دکھن کا احساس ہوتا ہے لیکن برائیونیا کی دکھن سخت پیچش پر منتج ہوتی ہے ورنہ عموماً قبض رہتی ہے۔ اگر مریض میں برائیونیا سے ملتی جلتی علامات پائی جائیں تو پیچش میں یہ چوٹی کی دوا ہے۔ بعض ہومیو پیتھک ڈاکٹرز نے اپنی کتب میں برائیونیا کے بارے میں یہ تاثر دیا ہے کہ یہ کمزور، ڈھیلے ڈھالے اور جلد تھک جانے والے عضلاتی ریشوں کی دوا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔ برائیونیا مضبوط، طاقتور عضلاتی ریشوں کی بھی چوٹی کی دوا ہے اور یہ برائیونیا کی کوئی امتیازی علامت نہیں ہے کہ ریشے کمزور ہیں یا مضبوط۔ سارے جسم کے عضلات میں درد ہوتا ہے ملیریا کے بخار میں پیدا ہونے والے درد کے مشابہہ ہوتا ہے یہ برائیونیا کی خاص علامت ہے۔

بعض لوگوں کو ایسی بیماریاں ہو جاتی ہیں جن کے نتیجہ میں چلنے پھرنے کی سکت نہیں رہتی ان میں عام کمزوری نہیں ہوتی لیکن کچھ عرصہ چلنے کے بعد جسم بھاری محسوس ہوتا ہے اور یہی بھاری پن درد میں تبدیل ہو جاتا ہے ٹانگیں بے جان ہو جاتی ہیں۔ ان مریضوں میں برائیونیا نہایت اچھی دوا ہے جسے مستقل استعمال کروانا چاہئے کیونکہ اس کا اثر لمبا نہیں چلتا باوجود اس کے کہ اس کا تعلق لمبا عرصہ چلنے والی بیماریوں سے ہے۔

بعض اوقات عورتوں میں بچے کی پیدائش کے بعد ٹانگ پھول جاتی ہے اسے White Leg کہتے ہیں غالباً Clot یعنی خون جمنے کے نتیجہ میں خون کا دوران رک جاتا ہے۔ بعض ایسی خواتین ہیں جن کی یہ تکلیف پرانی ہوگئی اور اس کے نتیجہ میں وہ معذور سی ہوگئیں اور ان کا کوئی علاج نہیں ہوسکا ان کی ٹانگوں پہ نیلے اور کالے دھبے بننے لگتے ہیں اور جامنی رنگ کا جالا سا بن جاتا ہے۔ پہلے پہل میں اس کا علاج آرنیکا سے کرتا رہا لیکن کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ آرنیکا کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ خون جمنے کے رجحان کو روکتی ہے۔ چوٹیں لگنے سے اسی قسم کے داغ پیدا ہوں تو اس میں آرنیکا چوٹی کی دوا ہے لیکن اس مرض میں آرنیکا نے کبھی فائدہ نہیں دیا اگر یہ تکلیف دائیں طرف ہو اور شروع شروع میں ہو تو برائیونیا کے ساتھ آرنیکا ملاکر دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اگر بائیں طرف کی ٹانگ میں ہو تو آرنیکا، لیکسز ملاکر دی جائے تو عموماً اللہ کے فضل سے فائدہ پہنچاتی ہیں۔

بعض بیماریوں کا انفکشن سے تعلق ہوتا ہے اس بیماری میں بھی بعض دفعہ رحم وغیرہ کی تکلیفیں White Leg قسم کی بیماریاں پیدا کر دیتی ہیں اس کے لئے میں بالعموم آرنیکا، برائیونیا کے ساتھ سلفر اور پائیروجینم ملاکر دے دوں تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے لیکن اگر بالکل آغاز میں ہی دی جائیں تو اثر کرتی ہیں ورنہ اگر دیر ہو جائے اور بیماری بہت بڑھ جائے تو ایسکولس مفید ثابت ہوسکتی ہے کیونکہ اس میں بھی خون گاڑھا ہونے کا رجحان ہے۔

بعض بیماریوں میں برائیونیا کو سلفر کے ساتھ ادل بدل کر دینا پڑتا ہے مثلاً پھیپھڑوں کی بیماری میں برائیونیا بہت مفید ہے یہ مزمن بیماریوں میں فائدہ تو دیتی ہے لیکن مستقل شفا دینے کی طاقت نہیں رکھتی مگر عارضی شفا عطاء کرتی ہے اس لئے برائیونیا کو مستقل اثر رکھنے والی دوا کے ساتھ ادل بدل کر دیا جائے تو یہ کمی پوری ہو جاتی ہے۔ پھیپھڑوں اور جگر کی بیماریوں میں برائیونیا کا سلفر کے ساتھ ایک طبعی جوڑ ہے۔ سلفر کو ۲۰۰ طاقت میں اور برائیونیا کو ۳۰ یا سلفر کو ۳۰ اور برائیونیا کو ۲۰۰ طاقت میں بار بار دے کر دیکھا ہے اور بہت ہی مفید ثابت ہوئی ہے۔ ۲۰۰ اور ۳۰ پوٹینسی میں دینے کی وجہ یہ ہے کہ اگر جگر کی خرابیاں گہری ہوں اور دوا کو بار بار دہرانے کی ضرورت پیش آئے تو سلفر ۲۰۰ میں بار بار دہرانے سے خطرہ ہے کہ کہیں یہ منفی اثر ہی نہ پیدا کردے کیونکہ یہ لمبا اور گہرا اثر کرنے والی دوا ہے اس لئے میں جگر کے معاملات میں سلفر کو ۳۰ میں اور برائیونیا کو ۲۰۰ میں استعمال کرتا ہوں جس کا کوئی مستقل دیرپا اثر نہیں ہوتا۔ استعمال کرکے دیکھا ہے اور HepititesB میں بھی یہ چوٹی کا نسخہ ہے اور اس سے اچھا کوئی جگر کا نسخہ میرے علم میں نہیں آیا۔ اس کے ساتھ میں کارڈس میریانس کیو Cardus MarianusQ دیتا ہوں یہ بھی جگر کے امراض سے تعلق رکھنے والی چوٹی کی دوا ہے اور جگر کے کینسر میں بھی یہی نسخہ بغیر کسی اور تبدیلی یا کسی اور دوا کی مدد کے اللہ کے فضل سے شفایابی پر منتج ہوچکا ہے۔ کئی ایسے کیس ہیں جو سو فیصد ثابت شدہ حقیقت ہیں کہ انکو ڈاکٹروں نے نہ صرف یہ بیماری تشخیص کی بلکہ لاعلاج بھی قرار دے دیا ان کا میں نے ان دواؤں سے علاج کیا تو اللہ کے فضل سے ٹھیک ٹھاک ہوگئے اور لمبی عمر پائی کئی ابھی بھی بقید حیات ہیں۔ الحمدللہ۔

بعض اوقات جگر کی امراض تلی میں منتقل ہو جاتی ہیں خصوصاً مزمن ملیریا میں ایسا ہوتا ہے پہلے جگر خراب ہوتا ہے پھر تلی پھول جاتی ہے۔ ایسے مریضوں کو میں کارڈس مریانس کے علاوہ سیانوتھس (مدر ٹنکچر) دی۔ سیانوتھس تلی کی بہترین دوا ہے۔ بعض دفعہ ایسے مریضوں کے پیٹ پھول جاتے ہیں تلی اور جگر کی جگہ پہ سوزش اور ان میں سختی پیدا ہوچکی ہوتی تھی۔ میں نے ایسے مریضوں کا علاج مندرجہ بالا جگر کی ادویہ اور سیانوتھس سے کیا اللہ کے فضل سے بعض دفعہ دو تین مہینے کے اندر اندر حیرت انگیز طور پر شفا ہوئی ہے۔ پیٹ کی جلد سکڑ کر نارمل ہوگئی اور دبانے پر بھی تکلیف کا احساس نہیں رہا۔ جن علاقوں میں ملیریا کثرت سے ہوتا ہے وہاں یہ تکلیفیں عام ہوتی ہیں۔ یہ نسخہ استعمال کرنا چاہئے۔

وہ تمام دردیں جن میں حرکت سے اضافہ ہو برائیونیا کی خاص علامت ہے اس کی رسٹاکس سے بھی کچھ مشابہت ہے۔ رسٹاکس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آرام سے درد زیادہ اور حرکت سے کم ہو جاتا ہے یہ بات بعینہ اسی طرح درست نہیں ہے۔ رسٹاکس میں ایک کروٹ پر لیٹنے سے درد بڑھ جاتی ہے کروٹ بدلنے سے درد ہوگا اس کے بعد آرام کریں تو درد کچھ عرصہ کے لئے کم ہوگا پھر بڑھ جائے گا۔ یہی بات اس کی ابتدائی حرکت میں ہے کہ رسٹاکس کا مریض جب چلتا ہے تو شروع میں درد بڑھتا ہے اور کچھ چلنے کے بعد آرام آ جاتا ہے پھر جب کھڑا ہو تو دوبارہ درد شروع ہو جاتا ہے۔ برائیونیا میں بھی شروع میں چلنے سے درد بڑھتا ہے اس لئے یہاں یہ دونوں دوائیں مشابہہ دکھائی دیتی ہیں لیکن آخری نتیجہ میں ان دونوں کا فرق واضح ہو جاتا ہے۔ برائیونیا میں چلنے کے بعد درد بڑھتا ہے اور لیٹنے کے بعد بھی محسوس ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ برائیونیا کا مریض دو چار دن مسلسل آرام کرے تو اس کو افاقہ ہو جاتا ہے لیکن رسٹاکس کا مریض اس طرح آرام کرے تو درد اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

برائیونیا میں سردی سے گرمی کے موسم میں آنے سے تکلیف بڑھتی ہے۔ اکثر وہ تکلیفیں جو سردی کے موسم ختم ہونے کے بعد گرمیوں کے آغاز میں ہوتی ہیں ان میں برائیونیا کام آتا ہے۔ عموماً ان دنوں میں نمونیہ بہت کثرت سے ہوتا ہے کیونکہ جب اچانک گرمی آتی ہے تو جسم کا بیرونی حصہ تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن اندرونی حصہ ابھی اس تبدیلی کا عادی نہیں ہوتا اس لئے یکدم گرم کپڑے اتار دینے سے کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو براہ راست گرمی سے نہیں بلکہ گرمی میں ٹھنڈ لگنے سے بڑھتی ہیں۔ اگر نمونیہ ہو جائے تو برائیونیا چوٹی کی دوا ہے۔ برائیونیا کی علامات رکھنے والا نمونیہ اکثر دائیں پھیپھڑے میں ہی رہتا ہے دائیں سے بائیں حرکت نہیں کرتا۔ لائیکوپوڈیم کا نمونیہ دائیں سے شروع ہو کر بائیں پھیپھڑوں کو بھی متاثر کرتا ہے اور وہاں ٹھہر جاتا ہے لیکن برائیونیا میں تکلیفیں اوپر سے نیچے کی طرف حرکت کرتی ہیں اور رفتہ رفتہ پھیپھڑوں کے نچلے حصہ میں منتقل ہو جاتی ہیں اور وہاں جاکر مقام بنا لیتی ہیں۔ برائیونیا چونکہ مزمن بیماریوں کی دوا نہیں ہے اس لئے بیماری کی اس حالت میں اور دوائیں دینا پڑتی ہیں کالی کارب ان میں ایک نمایاں دوا ہے جو پھیپھڑوں کے نچلے حصہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ آرسنک آئیوڈائیڈ اور کالی آئیوڈائیڈ بھی مفید ہے۔ اگر تپدق کی وجہ سے پھیپھڑوں پر داغ پڑ جائیں اور سوراخ ہو جائیں تو مرکسال اور کالی کارب ملاکر دینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ ایک خاتون کے پھیپھڑوں میں سل کے نتیجہ میں سوراخ ہوگئے تھے اور ڈاکٹروں کے نزدیک ان کا کوئی علاج نہیں تھا جب ہومیو پیتھی میں ان کا علاج مرکسال اور کالی کارب سے کیا گیا تو چند مہینوں میں بالکل صحتیاب ہوگئیں۔ جب ڈاکٹروں نے ایکسرے کیا تو ان سوراخوں کا نام و نشان بھی نہ تھا وہ یہ یقین کرنے کے لئے تیار نہیں تھے کہ یہ وہی مریضہ ہیں جنہیں وہ لاعلاج قرار دے چکے ہیں۔

ہومیوپیتھی دوائیں جب اثر دکھاتی ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کو کتنی عظیم دفاعی طاقتیں عطا کی ہوئی ہیں جن کا ڈاکٹروں کو ابھی تک ریسرچ کے باوجود پتہ نہیں چل سکا۔ ان عظیم دفاعی طاقتوں کا جسم کی کیمسٹری سے گہرا تعلق ہے مثلاً جگر کو یہ پیغام ملتا ہے کہ فلاں بیماری سے مقابلہ کرنے کے لئے فلاں کیمیکل کی ضرورت ہے وہ پیدا کرنا شروع کردو۔ اندھے ارتقائی عمل سے تو یہ ممکن نہیں ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اتنی گہری باتیں اتفاقاً ایک، طویل ارتقا کے عمل سے خود بخود ایک مضبوط و مربوط نظام بن کر جسم میں داخل ہو جائیں اور ایسی پختگی سے موجود ہو اور ان کا استعمال بھی کبھی کبھی ہوتا ہو۔ اس نظام دفاع میں جو رفتہ رفتہ تکمیل کو پہنچا ہے شاذ کے طور پر استعمال ہونے والی چیزیں بھی موجود ہیں جو شاذ کے طور پر ہی ہونے والی بیماریوں سے مقابلہ کرنے کے لئے حرکت میں آتی ہیں۔ اگر صحت اچھی ہو تو کسی بیرونی حرکت کی ضرورت نہیں انسانی جسم از خود دفاع کی اہلیت رکھتا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ جو سادہ زندگی گزارنے والے لوگ ہیں سادہ غذا کھاتے ہیں اور محنت کش ہیں وہ بڑی بڑی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں کیونکہ ہر وقت جسم کے اندر ایک دفاعی نظام ان کی حفاظت کا سامان کر رہا تھا وہ اسی فضا میں سانس لیتے ہیں اور اسی علاقہ میں رہتے ہیں جہاں رہنے والے دوسرے لوگ کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں لیکن انہیں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ دفاعی نظام خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی عظمتوں کی نشاندہی کے لئے بہت حیرت انگیز نظام ہے۔ ہومیو پیتھک معالجین کو بھی اس پر غور و فکر کرنا چاہئے کیونکہ ہومیو پیتھی نظام اس عظیم الشان نظام کی بعض خوبیوں کو اجاگر کرتا ہے اور انہیں روشن حقیقت کی طرح سامنے لے آتا ہے۔

برائیونیا میں ہر تکلیف حرکت اور گرمی سے بڑھتی ہے لیکن جوڑوں کی دردوں میں گرمی سے آرام آتا ہے چلنے سے جو گرمی پیدا ہوتی ہے اس سے بھی برائیونیا کے مریض آرام محسوس کرتے ہیں یہ کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ حرکت سے پیدا ہونے والی گرمی سے مریض سکون محسوس کرتے ہیں۔ کھانسی عموماً حرکت اور شور کی وجہ سے زیادہ ہو جاتی ہے اور بیلاڈونا کی علامتیں دکھائی دیتی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ بیلاڈونا کا اچانک پن برائیونیا میں نہیں ہے۔ برائیونیا میں آہستہ آہستہ بیلاڈونا کی علامتیں پیدا ہوتی ہیں اور اتنی شدت اختیار کر لیتی ہیں کہ ہر قسم کی حرکت، آواز اور شور سے تکلیف ہوتی ہے اور پھر ایسا مریض تیمارداری کے لئے آنے والوں کو بھی ناپسند کرتا ہے اور اتنا چڑتا ہے کہ بدتمیزی کی حد تک پہنچ جاتا ہے یہاں ایسے مریض کی مشابہت کیموملا سے ہو جاتی ہے لیکن کیموملا کی دیگر علامتیں مختلف ہوتی ہیں۔ برائیونیا میں اس غصہ اور چڑچڑاہٹ کی وجہ یہ ہے کہ مریض کو حرکت سے تکلیف ہوتی ہے اور وہ بولنا نہیں چاہتا۔ مونہہ کی حرکت سے بھی تکلیف ہوتی ہے اور وہ کمزوری محسوس کرتا ہے اگر ایسے مریض کو دائیں پھیپھڑے میں نمونیہ ہو یا سر میں درد ہو تو اسے بلانا نہیں چاہئے وہ ایک غنودگی کی کیفیت میں رہتا ہے۔ اگر مرض لمبا ہو جائے تو مستقل بےہوشی طاری ہو جاتی ہے لیکن حرکت کرنا اور بولنا بالکل فائدہ نہیں دیتے۔

برائیونیا کے مریض کے سر درد کو سردی سے آرام آتا ہے درد عموماً سر کے پچھلے حصہ میں یا ماتھے کے سامنے ہوتا ہے۔ پیاس کی شدت بھی برائیونیا کی نمایاں علامت ہے بہت ٹھنڈا پانی پسند کرتا ہے۔ پانی پی کر سکون ملتا ہے لیکن تھوڑی دیر میں ہی دوبارہ پیاس بھڑکتی ہے۔ آرسنک میں بھی پیاس کی شدت پائی جاتی ہے لیکن مریض گھونٹ گھونٹ پانی پیتا ہے۔ بہت زیادہ پانی کی پیاس برائیونیا کی یاد دلاتی ہے لیکن میرا ذاتی تجربہ ہے کہ برائیونیا میں بھی بعض صورتوں میں پیاس بالکل غائب ہو جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ معدہ میں سوزش ہوتی ہے۔ مونہہ خشک ہو جاتا ہے اور زبان لکڑی کی طرح اکڑ جاتی ہے اور پیاس بالکل نہیں ہوتی اس وقت زبان پر زردی مائل تہہ جمنے لگتی ہے۔ یہ جلسیمیم کی خاص علامت ہے جو برائیونیا میں ظاہر ہوتی ہے کینٹ نے بھی لکھا ہے کہ برائیونیا میں بعض اوقات پیاس بالکل ختم ہو جاتی ہے۔

برائیونیا کے چکر کانوں میں خرابی کی وجہ سے اور حرکت کرنے کی وجہ سے آتے ہیں۔ گاڑی یا سمندری جہاز میں جو چکر آتے ہیں اور متلی ہوتی ہے جس کے لئے میں نے بعض نسخے بنائے ہوئے ہیں جو بہت مفید ہوتے ہیں کیونکہ اس وقت ہر مریض سے انفرادی طور پر علامات پوچھنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس نسخہ میں برائیونیا، کاکولس، نکس وامیکا اور اپی کاک شامل کرتا ہوں۔ کاکولس، کا تعلق بھی کانوں کی خرابی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے چکروں سے ہے اور اس معاملہ میں یہ سب سے گہری دوا ہے۔ دراصل کان کی خرابی کے چکر برائیونیا اور کاکولس کی مشابہت میں جو اندرونی گہری وجہ ہے اسے سمجھنا ضروری ہے۔ کان میں ایک ٹیوب ہوتی ہے جس میں ایک مائع موجود ہوتا ہے جسے کوکلیا (Cochlea) کہتے ہیں۔ مائع ذرا بھی حرکت کرے، تو اعصاب کے ذریعہ دماغ تک پیغام پہنچتا ہے اور توازن اور عدم توازن کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ حرکت سے یہ مائع چھلکتا ہے اور اس تیزی سے توازن بدلتا ہے کہ چکر آنے لگتے ہیں۔ اگر حرکت کی وجہ سے تکلیف ہو یا کان کی ایسی بیماری ہو جس سے اس مائع میں کوئی خرابی واقع ہو جائے اور اس مائع کے ارد گرد جو احساس کی جھلیاں ہیں وہ غیر معمولی طور پر حساس ہو جائیں تو اس کے نتیجہ میں جو چکر آتے ہیں ان کا علاج برائیونیا اور کاکولس سے کیا جاتا ہے ان میں فرق یہ ہے کہ برائیونیا میں حرکت سے اور کان کی خرابی جو انفکشن کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے چکر آتے ہیں لیکن کاکولس میں حرکت کے علاوہ دوسری خرابی اعصابی بیماری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ میرے تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ جہاں ظاہری طور پر کان کی کوئی مستقل حقیقی خرابی موجود نہ ہو اور چکر آئیں وہاں کاکولس زیادہ مفید ہے جہاں انفکشن اور چکر ہوں وہاں برائیونیا زیادہ بہتر ہے۔

(باقی آئندہ)

درخواست دُعا: خاکسار کی دینی دنیوی ترقیات، مشکلات کے ازالہ اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے اور جملہ رشتہ داروں کے قبول حق کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(عارف علی خادم مسجد لکھنؤ)